﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ☆﴾ (آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

هفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد ۹ | جمعۃ المبارک ۱۷؍ مئی ۲۰۰۲ء | ۴؍ ربیع الاول ۱۴۲۳ ہجری قمری ۞ ۱۷؍ ہجرت ۱۳۸۱ ہجری شمسی | شمارہ ۲۰

نماز سے خوشی

”آنحضرت ﷺ حضرت بلالؓ سے فرماتے تھے:

”یَا بِلَالُ اَرِحْنَا بِالصَّلٰوۃِ“

اے بلال نماز کی اطلاع کر کے ہمیں خوشی پہنچاؤ۔

(مسند احمد بن حنبل)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

صرف ترکِ بدی، نیکی کے کامل مفہوم اور منشاء کو اپنے اندر نہیں رکھتی۔

اول بدیوں سے پرہیز کرو اور پھر ان کی بجائے نیکیوں کے حاصل کرنے کے واسطے سعی اور مجاہدہ سے کام لو اور پھر خدا تعالیٰ کی توفیق اور اس کا فضل دعا سے مانگو۔

”لیکن یہ بات یاد رکھو کہ کتابوں میں جب لکھا جاتا ہے کہ بدیاں چھوڑ دو اور نیکیاں کرو تو بعض آدمی اتنا ہی سمجھ لیتے ہیں کہ نیکیوں کا کمال اسی قدر ہے کہ جو مشہور بدیاں ہیں مثلاً چوری، زنا، غیبت، بددیانتی، بدنظری وغیرہ موٹی موٹی بدیوں سے بچتے رہو تو اپنے آپ کو سمجھنے لگتے ہیں کہ ہم نے نیکی کے تمام مدارج حاصل کر لئے ہیں اور ہم بھی کچھ ہو گئے ہیں۔ حالانکہ اگر غور کر کے دیکھا جاوے تو یہ کچھ بھی چیز نہیں ہے۔ بہت سے ایسے ہیں جو چوری نہیں کرتے بہت سے ایسے ہیں جو ڈاکے نہیں مارتے یا خون نہیں کرتے یا بدنظری یا بدکاری کی بدعادتوں میں مبتلا نہیں ہیں۔ زیادہ سے زیادہ اسے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس نے ترک شر کیا ہے خواہ وہ عدم قدرت ہی کی وجہ سے ہو۔ قرآن شریف صرف اتنا ہی نہیں چاہتا کہ انسان ترک شر کر کے سمجھ لے کہ بس اب میں صاحبِ کمال ہو گیا۔ بلکہ وہ تو انسان کو اعلیٰ درجہ کے کمالات اور اخلاق فاضلہ سے متصف کرنا چاہتا ہے کہ اس سے ایسے اعمال و افعال سرزد ہوں جو بنی نوع کی بھلائی اور ہمدردی پر مشتمل ہوں اور ان کا نتیجہ یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو جاوے۔ مَیں اس بات کو بار بار کہتا ہوں کہ تم میں سے کوئی اپنی ترقی اور کمال روحانی کی یہی انتہا نہ سمجھ لے کہ میں نے ترکِ بدی کی ہے۔ صرف ترکِ بدی نیکی کے کامل مفہوم اور منشاء کو اپنے اندر نہیں رکھتی۔ بار بار ایسا تصور کرنا کہ مَیں نے خون نہیں کیا خوبی کی بات نہیں کیونکہ خون کرنا ہر ایک شخص کا کام نہیں ہے۔ یا یہ کہنا کہ زنا نہیں کیا کیونکہ زنا کرنا تو کنجروں کا کام ہے، نہ کہ کسی شریف انسان کا۔ ایسی بدیوں سے پرہیز زیادہ سے زیادہ انسان کو بدمعاشوں کے طبقے سے خارج کر دے گا اور اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ مگر وہ جماعت (جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں کیا ہے کہ انہوں نے ایسے اعمال صالحہ کئے کہ خدا تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا اور وہ خدا تعالیٰ سے راضی ہو گئے) صرف ترکِ بدی ہی سے نہیں بنی تھی۔ انہوں نے اپنی زندگیوں کو خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے ہیچ سمجھا۔ خدا تعالیٰ کی مخلوق کو نفع پہنچانے کے واسطے اپنے آرام و آسائش کو ترک کر دیا تب جا کر وہ ان مدارج اور مراتب پر پہنچے کہ آواز آگئی ﴿رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ﴾ (المائدہ:۱۲۰)۔ مگر مَیں دیکھتا ہوں کہ اس وقت مسلمانوں کی یہ حالت ہو رہی ہے کہ کسبِ خیر تو بڑی بات ہے اور وہی اصلِ مقصد ہے، لیکن وہ ترکِ بدی میں بھی سست نظر آتے ہیں اور ان کاموں کا تو ذکر ہی کیا ہے جو صلحاء کے کام ہیں۔

پس تمہیں چاہئے کہ تم ایک ہی بات اپنے لئے کافی نہ سمجھ لو۔ ہاں اوّل بدیوں سے پرہیز کرو اور پھر ان کی بجائے نیکیوں کے حاصل کرنے کے واسطے سعی اور مجاہدہ سے کام لو اور پھر خدا تعالیٰ کی توفیق اور اس کا فضل دعا سے مانگو۔ جب تک انسان ان دونوں صفات سے متصف نہیں ہوتا یعنی بدیاں چھوڑ کر نیکیاں حاصل نہیں کرتا وہ اس وقت تک مومن نہیں کہلا سکتا۔ مومن کامل ہی کی تعریف میں تو ﴿اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ﴾ فرمایا گیا ہے۔ اب غور کرو کہ کیا اتنا ہی انعام تھا کہ وہ چوری چکاری، رہزنی نہیں کرتے تھے یا اس سے کچھ بڑھ کر مراد ہے؟ نہیں ﴿اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ﴾ میں تو وہ اعلیٰ درجہ کے انعامات رکھے گئے ہیں جو مخاطبہ اور مکالمہ الٰہیہ کہلاتے ہیں“۔ (ملفوظات جلد ۷ صفحہ ۲۷۰۔۲۷۲)

خدا میں اور بندے میں وہ چیز جو بہت جلد جدائی ڈالتی ہے وہ شوخی اور خود بینی اور متکبری ہے

تکبر کے کئی چشمے ہیں اور مومن کو چاہئے کہ ان تمام چشموں سے بچتا رہے

تکبر سے نہیں ملتا وہ دلدار
ملے جو خاک سے اس کو ملے یار

خلاصہ خطبہ جمعہ ۳؍ مئی ۲۰۰۲ء

(لندن ۳؍ مئی): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے آج بھی اللہ تعالیٰ کی صفت کبر، کبریائی، متکبر اور کبر کے مضمون کو جاری رکھا۔ حضور ایدہ اللہ نے لغت کے حوالہ سے بتایا کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کو کامل قدرت اور فضیلت مطلق حاصل ہے جو کسی اور کو حاصل نہیں اور وہی ذات ہے جسے کبریاء کہا جا سکتا ہے۔ اس کے بعد حضور ایدہ اللہ نے مختلف آیات قرآنی و احادیث نبویہ پیش کیں جن میں انسانوں کے تکبر اور بڑے پن کا ذکر کر کے اس کی سخت مذمت کی گئی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہو گا وہ جنت میں داخل نہیں ہو گا۔ ایک حدیث میں حضور اکرم ﷺ

باقی صفحہ نمبر ۱۶ پر ملاحظہ فرمائیں

ادا ریہ

معاشرتی ہم آہنگی

اس وقت برطانیہ اور دیگر یورپین ممالک کو جو نہایت اہم معاشرتی مسائل درپیش ہیں ان میں سب سے اہم اور نازک ترین مسئلہ مقامی باشندوں اور مختلف ممالک سے ہجرت کرکے یا پناہ گزین کے طور پر یہاں آکر آباد ہونے والوں کے درمیان Integration یا ہم آہنگی اور یگانگت پیدا کرنے کا ہے۔ بعض جگہوں پر تو یہ مسئلہ ایسی سنگین صورت اختیار کر چکا ہے کہ باہم شدید کھنچاؤ بلکہ تصادم تک نوبت پہنچ چکی ہے۔ کئی مقامات پر باہم لڑائی جھگڑے اور فسادات نے سوسائٹی کے امن کو برباد کر رکھا ہے۔ حکومتیں اس وجہ سے سخت پریشانی میں مبتلا ہیں۔ انہیں خطرہ ہے کہ اگر مہاجرین و پناہ گزینوں اور مقامی باشندوں کے درمیان تصادم کی اس فضا کو ختم نہ کیا گیا تو رفتہ رفتہ معاملہ ہاتھ سے بالکل نکل سکتا ہے اور اس کے نتیجہ میں ریس ازم اور دیگر کئی نیشنلسٹ تحریکیں طاقت پکڑ کر معاشرتی امن و امان کو کلیۃً نابود کر سکتی ہیں۔ آسٹریا، جرمنی، فرانس، ہالینڈ اور برطانیہ میں نیشنلسٹ تحریکیں اور ایسی سیاسی پارٹیاں قوت پکڑ رہی ہیں جو غیر ملکیوں اور مہاجرین و پناہ گزینوں کے خلاف سخت اور متشددانہ پالیسی اختیار کرنے کی حامی ہیں۔ بعض سیاستدان ایسے قوانین بنانے کی بابت سوچ رہے ہیں جن سے مختلف ملکوں سے آئے ہوئے مختلف زبانوں کے بولنے والے اور مختلف مذہبی اور تہذیبی روایات کے حامل افراد کو مقامی تہذیب اور کلچر اپنانے پر مجبور کیا جا سکے۔ لیکن ان ممالک میں مہاجرین کی خاصی تعداد اور ان کے اثر و نفوذ کے پیشِ نظر وہ ایسے قوانین کے خلاف سخت ردّ عمل کا خطرہ بھی مول نہیں لینا چاہتے۔ اس سلسلہ میں دونوں طرف بعض تعصّبات بھی پائے جاتے ہیں اور انتہا پسندی کا رجحان زیادہ غالب دکھائی دیتا ہے۔ باہر سے آکر یورپ میں آباد ہونے والوں میں ایک بڑا حصہ اپنی اپنی زبان، تہذیب اور روایتی اقدار پر اس شدت سے قائم ہے کہ وہ مقامی زبان سیکھنے یا یہاں کی اچھی عادات کو اپنانے پر بھی آمادہ نہیں۔ دوسری طرف مقامی افراد میں سے بعض اس بات پر مصر ہیں کہ باہر سے آکر یہاں آباد ہونے والے اپنی زبان اور تہذیب کو ترک کرکے مکمل طور پر یہاں کے ماحول اور معاشرہ میں اس طرح مدغم ہو جائیں کہ وہ اپنی شناخت اور تہذیبی، مذہبی و اخلاقی اقدار کو کلیۃً فراموش کر دیں۔ اگرچہ عام طور پر تو سیاستدان کھلے الفاظ میں اس امر کا اظہار نہیں کرتے لیکن ان کی باتوں سے یہ معلوم کرنا مشکل نہیں کہ جب وہ تہذیبی تصادم کا ذکر کرتے ہیں تو ان کی مراد اولین طور پر ان ممالک میں آباد مسلمانوں کی تہذیب اور موجودہ مغربی یورپی تہذیب کے تصادم سے ہوتی ہے۔ چنانچہ حال ہی میں ہالینڈ کے دائیں بازو کے ایک آزاد خیال سیاسی لیڈر نے تو برملا طور پر یہ کہا کہ ترکی اور شمالی افریقہ اور اسلامی ممالک سے آنے والے مہاجرین کو سوسائٹی میں مدغم کرنا ہمارا سب سے بڑا مسئلہ ہے۔ اس کے خیال میں یہ لوگ مرد و عورت کے درمیان تعلقات اور فرد کی ذمہ داریوں کے بارہ میں بالکل مختلف انداز سے سوچتے ہیں اور جدیدیت کی بنیادی اہم اور مرکزی اقدار میں ہم سے بہت مختلف ہیں۔ (دیکھیں دی سنڈے ٹائمز ۵/مئی ۲۰۰۲ء صفحہ ۴)

افسوس ہے کہ بعض مسلمانوں کے پسماندہ اور فرسودہ خیالات یا ان کے نامعقول طرزِ عمل کی بنا پر عام یورپین دین اسلام سے ہی متنفر ہو جاتے ہیں اور اس کے متعلق سخت رویہ اپنا لیتے ہیں جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اسلام تو ایک عالمی دین ہے اور تمام مذاہب عالم میں سب سے زیادہ روشن خیال اور عقل و حکمت کا مذہب ہے۔ اس کی تعلیمات عالمی ہیں اور کسی خاص قوم یا علاقے یا تہذیب سے وابستہ نہیں۔ یہی ایک مذہب ہے جو بنی نوع انسان میں حقیقی مساوات اور یگانگت کا علمبردار ہے۔ اس میں کالے اور گورے، عربی و عجمی، مشرقی و مغربی، امیر و غریب، آقا و غلام، مالک و مزدور کی طبقاتی تقسیم یا مذہب و ملت یا زبانوں کے اختلاف کی وجہ سے بنی نوع انسان میں کسی قسم کی تفریق یا بعض کا بعض سے تحقیر سے پیش آنا اور ایک دوسرے پر ظلم و زیادتی کا رویہ ہرگز قابل قبول نہیں۔ قرآن مجید و احادیث نبویہ میں اس بارہ میں تفصیل سے احکامات درج ہیں جن کا ذکر باعث تطویل ہے۔ نمونۃً صرف چند امور درج ذیل ہیں۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے: اور اس کے نشانات میں سے آسمانوں اور زمین کی پیدائش ہے اور تمہاری زبانوں اور رنگوں کے اختلاف بھی۔ یقیناً اس میں عالموں کے لئے بہت سے نشانات ہیں (سورۃ الروم: ۲۳)

اسی طرح فرمایا: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! (تم میں سے) کوئی قوم کسی قوم پر تمسخر نہ کرے۔ ممکن ہے وہ ان سے بہتر ہو جائیں۔ اور نہ عورتیں عورتوں سے (تمسخر کریں)۔ ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہو جائیں۔ اور اپنے لوگوں پر عیب مت لگایا کرو اور ایک دوسرے کو نام بگاڑ کر نہ پکارا کرو۔ ایمان کے بعد فسوق کا داغ لگ جانا بہت بری بات ہے۔ اور جس نے توبہ نہ کی تو یہی وہ لوگ ہیں جو ظالم ہیں۔ (سورۃ الحجرات: ۱۲)

اور فرمایا: اے لوگو! یقیناً ہم نے تمہیں نر اور مادہ سے پیدا کیا اور تمہیں قوموں اور قبیلوں میں تقسیم کیا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ بلاشبہ اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔ یقیناً اللہ دائمی علم رکھنے والا (اور) ہمیشہ باخبر ہے۔ (الحجرات: ۱۴)۔

آنحضرت ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر بڑے تاکیدی الفاظ میں فرمایا کہ: "اے لوگو! تمہارا خدا ایک ہے۔ تمہارا باپ ایک ہے۔ یاد رکھو کسی عربی کو کسی عجمی پر اور کسی عجمی کو کسی عربی پر اور کسی سرخ و سفید رنگ والے کو کسی سیاہ رنگ والے پر اور کسی سیاہ رنگ والے کو کسی سرخ و سفید رنگ والے پر کسی طرح کی کوئی فضیلت نہیں۔ ہاں تقویٰ اور صلاحیت وجہ ترجیح و فضیلت ہے"۔

اسلام نے صرف ایسی تعلیمات ہی نہیں دیں اور ایسے اصول ہی وضع نہیں فرمائے جن کو اپنا کر حقیقی عدل و انصاف اور مساوات پر مبنی پُرامن معاشرہ قائم ہو سکتا ہے بلکہ حضور اکرمؐ نے اپنی زندگی میں ایسا مثالی معاشرہ قائم کرکے دکھا دیا۔ آپ نے نہ صرف عربوں کے اندر مختلف قبائلی عصبیتوں کو مٹا ڈالا بلکہ اس دور میں امیر و غریب، کالے و گورے دور دور کے ممالک کے مختلف زبانیں بولنے والے، مختلف مذاہب اور تہذیبوں سے تعلق رکھنے والے باہم اس طرح مل جل گئے اور ایک ایسا معاشرہ وجود میں آیا جس میں شرفِ انسانی کو عظمت حاصل ہوئی۔ غلاموں اور عورتوں اور بچوں کا خاص طور پر وقار بلند ہوا۔

قرآن مجید نے ﴿تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ (المائدہ: ۳) (اور نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے سے تعاون کرو اور گناہ اور زیادتی (کے کاموں) میں تعاون نہ کرو)۔ اور ﴿فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ﴾۔ (نیکیوں میں ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی کوشش کرو)۔ اور نبی اکرم ﷺ نے اَلْحِكْمَةُ ضَالَّةُ الْمُؤْمِنِ (حکمت و دانائی کی بات مومن کی گمشدہ متاع ہے) فرما کر مسلمانوں کو ہر قوم کی اچھی عادات کو اپنانے اور نیکی و بھلائی کے کاموں میں تعاون اور مسابقت کا ایسا لازوال لائحہ عمل دیا ہے جس کے نتیجہ میں معاشرتی ہم آہنگی کے مسائل کو نہایت عمدگی سے حل کیا جا سکتا ہے۔

اس زمانہ میں جماعت احمدیہ حقیقی اسلام کی علمبردار جماعت ہے اور اسے خدا تعالیٰ نے اس غرض سے قائم فرمایا ہے کہ تا پھر سے "عہد نبوت آجاوے"۔ چنانچہ خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ سے وابستہ جماعت احمدیہ نبی کریم ﷺ کی روشن تعلیم اور آپؐ کے اسوۂ حسنہ پر عمل کرتے ہوئے ایک ایسا عالمی معاشرہ تشکیل دے رہی ہے جس میں کامل یگانگت ہے اور جو فرسودہ خیالات اور بیہودہ تعصّبات سے پاک اعلیٰ انسانی و اخلاقی قدروں پر مبنی ہے۔ پس افراد جماعت احمدیہ کا خاص طور پر فرض ہے کہ وہ معاشرتی ہم آہنگی کے ان مسائل کو صحیح خطوط پر حل کرنے کے لئے آگے آئیں اور اپنے ملک کے سیاستدانوں اور دانشوروں کی اسلامی تعلیمات کی روشنی میں رہنمائی کریں۔ اس سلسلہ میں ہم سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ایک نہایت بصیرت افروز خطاب الفضل انٹرنیشنل کے اس شمارہ میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ احباب جماعت اسے غور سے پڑھیں گے اور حضور کی ہدایات کی روشنی میں اپنے فرائض کو ادا کرنے کی توفیق پائیں گے۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔

برکھا جو ذکرِ یار کی برسی تمام رات
کھیتی وفا و عشق کی پنپی تمام رات
قلبِ حزیں کی شدتِ درد و الم میں خوب
آہ و بُکا و کرب میں گزری تمام رات
دردِ فراق یار کہ جاں تک اُتر گیا
مئے اشک آنکھ سے ٹپکی تمام رات
شوقِ وصالِ دوست میں اک دلھنِ امید
ابرکرم میں رقصتی ، بھیگی تمام رات
اک جذبۂ ملاپ کی حدّت میں جان جاں
روح قطرہ قطرہ جسم میں پگھلی تمام رات
جب دشتِ غم میں کھو گئی تنہائیوں کی شام
پھر یادِ ہجرِ یار میں مہکی تمام رات
اب چشمِ نیم باز کو مل جائے کچھ سکوں
جو رَت جگا کئے رہی پگلی تمام رات
اِک ہاتھ پر ستارۂ و شبنم لئے ہوئے
یوں زینہ زینہ صبح پہ اُتری تمام رات
لو صبحِ اطمینان ، ظفرؔ ہوگئی طلوع
جاں جس کی انتظار میں تڑپی تمام رات

(مبارک احمد ظفرؔ)

قانون سازی کے ذریعہ زبردستی مختلف لوگوں کو Amalgamate کرنے کی کوشش بڑی غلطی ہوگی

انجذاب کا مطلب یہ ہے کہ دونوں طرف کی اعلیٰ صلاحیتوں کو مل کر ایک ایسی صلاحیت ابھارنے کی توفیق ملے جو دونوں کی بہترین خصلتوں سے پر ہو اور نَتِیْجَتًا جو سوسائٹی ابھرے وہ پہلے سے زیادہ دلکش اور حسین ہو۔

میرے دل میں اللہ تعالیٰ نے جماعت کی محبت ماں سے زیادہ بڑھ کر پیدا کی ہے۔

جماعت احمدیہ خدا کے فضل سے ایک مرکزی امام کے اشاروں پر اٹھنا بیٹھنا جانتی ہے۔

(سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا جماعت احمدیہ ناروے کے چودھویں جلسہ سالانہ کے موقع پر ہفتہ ۱۲/اکتوبر ۱۹۹۶ء کو بصیرت افروز خطاب)

(خطاب کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

"سب سے پہلے تو مَیں اپنے معزز مہمان، اس کاؤنٹی کے میئر کی خدمت میں محبت بھرا سلام عرض کرتا ہوں اور ان کی نہایت ہی عمدہ Welcome یعنی خوش آمدید اور نہایت ہی عمدہ الفاظ میں مختصر مگر معنی خیز خطاب پر ان کا شکریہ بھی ادا کرتا ہوں اور مبارکباد بھی پیش کرتا ہوں۔

انہوں نے جو بعض سوال اٹھائے سب سے پہلے مَیں ان میں سے خصوصیت سے ایک کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ کہ ناروے کی سوسائٹی میں غیر ملکیوں میں اجنبیت پائی جاتی ہے اور جب تک غیر ملکی خود آگے قدم نہ بڑھائیں اور اس اجنبیت کو توڑنے کی کوشش نہ کریں اس وقت تک وہ اس ملک کا جزو لاینفک نہیں بن سکتے۔ ایک ایسا جزو نہیں بن سکتے جو سوسائٹی کے اندر جذب ہو جائے اور اس کا حصہ بن جائے۔ یہ بالکل ایک حقیقت ہے کہ یہ اجنبیت اکثر زبانوں کے اختلاف سے پیدا ہوتی ہے اور زبانوں کے اختلاف سے قائم رہتی ہے۔ وہ تمام غیر ملکی جو اپنے اپنے ملک سے آکر غیر ملک میں آباد ہوتے ہیں اور اپنی زبان کو اپنے گرد ایک حصار بنا لیتے ہیں وہ صدیوں بھی رہتے رہیں تو پھر بھی اس ملک کے ظاہری قانونی باشندے ہونے کے باوجود غیر ملکی ہی رہتے ہیں جیساکہ امریکہ میں بعض چائنا ٹاؤنز (China Towns) ہیں۔ جیساکہ انگلستان میں بھی ایک چائنا ٹاؤن (China Town) ہے۔ اسی طرح اٹالینز (Italians) کی بستیاں ہیں اور اس طرح اردگرد کے ماحول کے خلاف فاعی دیواریں بن چکی ہیں کہ جب امریکن بھی چائنا ٹاؤن (China Town) میں داخل ہوتا ہے تو وہ سمجھتا ہے کہ چائنا (China) آگیا ہے، اپنے ملک میں نہیں رہا۔ اور چائنا ٹاؤن سے نکل کر جب چینی امریکہ میں گھومتے ہیں تو غیر ملکی دکھائی دیتے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ اگر زبانوں کے ذریعہ یا اپنے کلچر کے ذریعہ ایسی حصار قائم کر دی جائے، ایسی دیوار بنا دی جائے جو مقامی لوگوں سے الگ کر دے تو اس کے نتیجہ میں لازماً کچھ دقتیں پیدا ہوتی ہیں۔

لیکن مختلف قوموں کے مختلف ردّ عمل ہیں۔ ناروے کا ردّ عمل غیر ملکیوں سے اجنبیت کی وجہ سے زیادہ شدید ہے۔ لیکن امریکہ، کینیڈا، انگلستان وغیرہ اس بات کی پرواہ نہیں کرتے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اگر یہ ہمارے اندر مل کر جذب نہیں ہوئے تو اُن کا نقصان ہے اور حوصلے کے ساتھ اُن کو اپنے ملکوں میں، اپنی سرزمین میں اپنے چھوٹے چھوٹے علاقے قائم کرنے کی اجازت دیتے ہیں۔ اور بعض دفعہ اس کو ایک کلچرل ویلیو (Cultural Value) کے طور پر اور اپنے ملک کی عظمت اور حوصلے کے نشان کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ اور اس کے نتیجہ میں ان کی کمائی بھی بہت ہوتی ہے کیونکہ ایسے چھوٹے چھوٹے ملک جو ایک اور ملک میں آباد ہو جاتے ہیں ان کو دیکھنے کے شوق میں ان کی اپنی اقتصادی حالتوں کے پیش نظر ان کی مصنوعات، وہ چیزیں جو وہ فروخت کرتے ہیں ان میں امریکن بھی دلچسپی لیتا ہے، غیر ملکی بھی دلچسپی لیتے ہیں اور بڑے بھاری تجارتی مرکز وہاں قائم ہو چکے ہیں۔ تو یہ درست ہے کہ زبان کے اختلاف کے نتیجے میں اگر اس اختلاف کو قائم رکھا جائے تو ملکوں میں ایسے چھوٹے چھوٹے جزیرے بن جاتے ہیں جو باقی ملک سے الگ ہو جائیں۔ لیکن کیا یہ اتنا ہی برا ہے کہ اس کے خلاف نوجوان شدید رد عمل کی تحریک چلائیں؟ یا بعض اچھے پہلو بھی ہیں؟۔ جیساکہ انگلستان، امریکہ اور کینیڈا کے تجربوں سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ اچھے پہلو اگر پیش نظر رکھے جائیں تو یہ صورت حال جذباتی طور پر اشتعال کا موجب نہیں بنتی بلکہ بعض فائدے اپنے اندر رکھتی ہے۔ یہ تمام وہ امور ہیں جن کے سمجھانے کی ضرورت ہے۔

یہ مسئلہ ایسا نہیں ہے جس کو قانون سازی کے ذریعہ حل کیا جائے۔ اور مَیں سمجھتا ہوں کہ **بڑی غلطی ہوگی اگر ناروے کے دانشور قانون سازی کے ذریعہ زبردستی مختلف لوگوں کو Amalgamate کرنے کی کوشش کریں اور ایک سوسائٹی میں تبدیل کرنے کی کوشش کریں۔ یہ ایسی کوشش ہوگی جیسے پھولوں کے گلدستے کو کسی جادو کے زور سے کسی صرف ایک پھول میں تبدیل کر دیا جائے۔** سوسائٹیاں، سوشل نظام اور سوسائٹی کا جو ارتقاء ہے وہ ہمیں یہ بتاتا ہے کہ ہر آنے والا اپنے ساتھ اپنے رنگ اور خوشبوئیں لے کر آتا ہے اور ہر ملک میں یہ ہوتا ہے اور ہر طرف سے ہوتا ہے۔ مفاہمت پیدا کرنے کے لئے، یکسانیت پیدا کرنے کے لئے یہ طریق درست نہیں کہ اگلے کے رنگ و بو کو مٹا دو اور اسے کہو کہ اس گلدستے میں صرف ایک پھول رہے گا۔ یا گلاب رہے گا یا یاسمین رہے گی یا اس کے علاوہ دوسرے پھول، لیکن سب اکٹھے نہیں رہ سکتے۔ یہ طرز عمل جو طبعی سوسائٹی کا ارتقائی عمل ہے اس کے منافی ہے اور اس سے قوموں کو کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ اس لئے جہاں تک اس بات کا تعلق ہے میرا باادب مشورہ His Worship میئر کو یہی ہے اور ان کی وساطت سے ساری قوم کو یہی ہے کہ اس پہلو پر نظر ثانی کریں۔

لیکن جہاں تک ملکی قوانین کے احترام کا تعلق ہے یہ ایک الگ مسئلہ ہے۔ کوئی باہر سے آنے والے خواہ وہ اپنی سوسائٹی کے اردگرد، اپنی زبان بولنے والوں کے اردگرد حصار بنا کے رہیں، جیساکہ مَیں نے بیان کیا ہے، ان کو ہرگز یہ حق نہیں پہنچتا کہ ملکی قوانین کو احترام کی نظر سے نہ دیکھیں۔ اور کوئی دنیا کا سیاسی ملک اس بات کو برداشت نہیں کر سکتا کہ اس کے قانون کو تخفیف کی نظر سے دیکھا جائے۔ پس اس پہلو سے میرا تمام غیر ملکیوں کو جو اس ملک میں آباد ہوئے ہیں اور خصوصیت سے ان احمدیوں کو جن کے ساتھ اس ملک نے بہت احسان کا سلوک کیا ہے، ان کو محض اس وجہ سے کہ ان کے اپنے ملک نے انہیں ردّ کر دیا انہوں نے دونوں ہاتھوں سے انہیں گلے لگایا اور قبول کیا۔ اس وجہ سے **احمدیوں پر بالخصوص یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ نہ صرف ملک کے قانون کا احترام کریں بلکہ احترام پیدا کرنے کے لئے ان تمام تحریکات کے مددگار بن جائیں جو قانون شکنی کی رَو کے خلاف قائم ہو رہی ہیں۔** اور خصوصیت سے نوجوانوں کو ادب اور سلیقہ سکھانے کے لئے جو بھی اچھی کوششیں ہوتی ہیں مَیں سمجھتا ہوں کہ غیر ملکی ان میں اول صف میں ہونے چاہئیں۔ مگر سب سے زیادہ جماعت احمدیہ کا فرض ہے کہ آگے بڑھے اور تمام ایسی تحریکات کی مد اور مددگار ہو۔ اور یہ اس لئے بھی ضروری ہے کہ اگر جماعت نے ایسا نہ کیا تو یہاں کے دانشور اور قانون دان بعض غلط فیصلے بھی کر سکتے ہیں۔ وہ صورت حال کو بعض دفعہ نہیں سمجھ سکتے۔ وہ اپنے ملک کے نوجوانوں کے ردّ عمل کے نتیجہ میں ایک ایسا رخ اختیار کر سکتے ہیں جو بالآخر خود اس قوم کے لئے نامناسب ثابت ہو۔ اس لئے تعاون سب سے اہم بات ہے۔ بہت ہی ضروری ہے کہ تعاون میں جماعت احمدیہ کے جوان، بوڑھے، عورتیں اور مرد، بچے بھی سب آگے بڑھ کر ان کے حضور اپنی خدمتیں پیش کریں اور ان کو مشورے دیں اور ان کو سمجھائیں کہ اصل مسئلہ کیا ہے۔

جہاں تک زبان کا تعلق ہے جیساکہ مَیں نے اپنے گزشتہ خطاب میں ذکر کیا تھا جس میں محترم میئر صاحب بھی موجود تھے اور انہوں نے بہت اچھی طرح یاد رکھا۔ مَیں نے جماعت کو نصیحت کی تھی کہ کسی قوم کا یہ حق نہیں کہ اپنی زبان میں قلعہ بند ہو کر دوسروں کی زبان نہ سیکھ کر اپنا الگ حصار بنائے۔ باوجود اس کے کہ مَیں نے امریکہ کی مثال دی ہے مگر میرے نزدیک اخلاقی طور پر یہ نامناسب ہے۔ **یہ تو جائز ہے کہ اپنی زبان کو زندہ رکھو۔** کیونکہ اپنی زبان سے، اپنی کلچرل ویلیوز (Cultural Values) جن کا اخلاق سے تعلق ہے وہ زندہ رہتی ہیں۔ **لیکن یہ حق نہیں ہے کہ کسی ملک میں ایسے اجنبی بن کر رہو کہ تم گونگے ہوگئے ہو اور تمہارے اور ان کے** درمیان خیالات کے تبادلے کی رَو بند ہو جائے۔ یہ وہ نقصان ہے جس کے نتیجے میں بہت ہی خطرناک نتائج پیدا ہو سکتے ہیں۔ اور یہ جو نوجوانوں میں غیر ملکیوں سے نفرت کی تحریکات بعض جگہ آپ کو دکھائی دیتی ہیں اس میں ایک بڑی وجہ وہ لاعلمی ہے جو زبانوں کے اختلاف سے پیدا ہوتی ہے۔ یہاں ایسے لوگ بھی ہیں، مَیں جماعت احمدیہ کی بات نہیں کر رہا، بہت سے غیر ملکیوں کی بات کر رہا ہوں جو بیس بیس (۲۰،۲۰) پچیس پچیس (۲۵،۲۵) سال

سے یہاں ہیں لیکن وہ اپنی پنجابی میں ہی مقید ہیں اور وہی زبان بولتے ہیں۔ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ تعلقات اور واسطے اور معمولی سا اتنا سا علم نارویجین زبان کا رکھتے ہیں کہ بھوکے نہ مر سکیں۔ ملازمت مل جائے یا تجارت میں وہ چیز بیچ سکیں اور اس کی قیمت وصول کر سکیں یا روٹی کھا سکیں اور دودھ پی سکیں۔ اس سے زیادہ ان کی زبان کے اندر کوئی طاقت اور قوت نہیں ہے۔ لیکن مَیں محترم میئر صاحب کو یاد دلاتا ہوں کہ جماعت احمدیہ خدا کے فضل سے ایک مرکزی امام کے اشاروں پر اٹھنا بیٹھنا جانتی ہے اور صرف ناروے ہی نہیں بلکہ تمام دنیا کی جماعتوں کا یہ حال ہے ۔ **آج تک کبھی ایسا نہیں ہوا کہ مَیں نے کوئی نیک تحریک کی ہو اور جماعت نے تعاون نہ کیا ہو۔**

پس پچھلے ایک دو سالوں میں جو اطلاعیں مجھے یہاں سے ملی ہیں وہ ایک برعکس خطرہ بتا رہی ہیں۔ ہمارے بہت سے احمدی بچے ہیں جنہوں نے نارویجین زبان میں نارویجین بچوں کو مات کر دیا ہے اور وہ فرسٹ آئے ہیں اور نارویجین دوسری یا تیسری پوزیشن میں آئے ہیں۔ اس سے ایک قسم کا ردّ عمل پیدا ہوا ہے کہ یہ اچھے لوگ ہیں، ہمارے ملک میں رہ کر ہماری زبان ہی میں ہمیں مات دے رہے ہیں۔ تو خطرے تو دونوں طرف ہوتے ہیں، صرف رجحان کی بات ہے کہ کس طرح انسان ان باتوں کو قبول کرتا ہے۔ مگر بہرحال یہ لازم ہے **کہ ہم ایک ایسی سوسائٹی میں جذب ہوں جو سوسائٹی ہماری میزبان ہے لیکن جذب کس حد تک ہوں یہ ایک بہت ہی اہم مسئلہ ہے۔**

جب مختلف ممالک سے یا مختلف سمتوں سے ہوائیں چلتی ہیں تو ان کا انجذاب ضروری ہے لیکن یہ درست نہیں کہ ٹھنڈے علاقوں سے چلنے والی ہوائیں گرم علاقوں سے آنے والی ہواؤں پر مکمل غلبہ کر کے ان کو اسی طرح یخ بستہ کر دیں جیسا کہ وہ خود ہیں۔ یا گرم ممالک سے آنے والی ہوائیں ٹھنڈے ممالک سے آنے والی ہواؤں کو ایسا مغلوب کر دیں کہ وہ خود بھی اتنا ہی گرم ہو جائیں جیسا کہ گرم چلنے والی ہوائیں آئی ہیں۔ یہ قانون قدرت کے خلاف ہے۔ **انجذاب کا مطلب یہ ہے کہ دونوں طرف کی اعلیٰ صلاحیتوں کو مل کر ایک ایسی صلاحیت ابھارنے کی توفیق ملے جو دونوں کی بہترین خصلتوں سے پُر ہو اور نتیجۃً جو سوسائٹی ابھرے وہ پہلے سے زیادہ دلکش اور حسین ہو۔** یہ وہ مقصد ہے جو جماعت احمدیہ کو اپنے پیش نظر رکھنا چاہئے۔

اس لئے انجذاب کا یہ مطلب نہیں کہ وہ باتیں جو خود ان کی سوسائٹی کے لئے ایک نقصان کا موجب بن چکی ہیں ان کو اپنائیں۔ ان کو اپنائیں گے تو آپ ان جیسے بنیں گے۔ وہ باتیں جو آپ میں بُری ہیں وہ اگر ان میں نافذ کریں گے تو تب بھی آپ یہ ناجائز کام کریں گے۔ کیونکہ آپ جو مشرق سے آنے والے ہیں اپنے معاشرے کی بعض برائیاں بھی لے کے آئے ہیں۔ اور وہ جو مغرب کے رہنے والے ہیں وہ ان پہلوؤں سے بہت سی خوبیاں رکھتے ہیں جو آپ میں نہیں ہیں۔ تو جب مَیں انجذاب کہتا ہوں تو قدروں کا انجذاب کہہ رہا ہوں۔ آنکھیں بند کر کے ایک دوسرے سے عادتیں سیکھنے کا انجذاب نہیں کہہ رہا۔

اگر اس ملک میں شراب پینے کی بہت عادت ہے اور یہاں قانون سازی ہو کہ غیر ملکی جو شراب نہیں پیتے وہ ہمیں اجنبی لگتے ہیں اس لئے مجبور کیا جائے کہ یہ بھی شراب پئیں، یہ جائز بات نہیں۔ کیونکہ خود اسی ملک میں ایسی تحریکات اٹھ کھڑی ہوئی ہیں جو شراب کے خلاف مہمات شروع کر چکی ہیں اور جانتی ہیں کہ شراب نے ان کو بہت نقصان پہنچایا ہے۔ پس دیکھنا یہ ہے کہ تبادلہ کن چیزوں کا ہو۔ میرے نزدیک لازم ہے کہ دانشور بیٹھیں اور یہ فیصلہ کریں کہ تبادلہ حُسن کا ہو بدصورتی کا نہ ہو۔ اور جہاں جہاں آنے والے اپنا حسن اس سوسائٹی کو عطا کر سکتے ہیں وہاں حوصلے اور فراخدلی کے ساتھ ان کو موقع دیا جائے کہ ان کی اچھی عادتوں کو یہاں کی سوسائٹی اپنائے۔

مثلاً طلباء کی بات ہوئی تھی۔ عموماً تمام دنیا میں طلباء میں ایک بدتمیزی کا رجحان پیدا ہو چکا ہے۔ اور اس میں ناروے یا جرمنی یا چین یا جاپان کی بحث نہیں، تمام دنیا میں یہ بدبختی ہے دنیا کی، کہ طلباء ان اقدار کو بھول گئے ہیں جو پہلے زمانے میں ان کے لئے عزت کا موجب ہوا کرتی تھیں۔ ایک وہ دور تھا جبکہ استاد کی عزت دل کی گہرائی سے ابھرتی تھی اور استاد اپنے طلباء پر ایسی نظر رکھتا تھا جیسے باپ اپنے بچوں پر رکھتا ہے۔ اسی زمانے کا ذکر کرتے ہوئے اردو کے ایک شاعر جو ناقد شاعر ہیں، جو معاشرے پر تنقید کرتے ہیں اور اس پہلو سے انہوں نے بہت نام پیدا کیا یعنی اکبر الہ آبادی۔ وہ کہتے ہیں ۔

دن وہ بھی تھے کہ خدمتِ استاد کے عوض
دل چاہتا تھا ہدیۂ دل پیش کیجئے
بدلا زمانہ ایسا کہ لڑکا پس از سبق
کہتا ہے ماسٹر سے کہ بل پیش کیجئے

یعنی ایک وہ بھی دن تھا کہ جب استاد طلباء پر جو احسان کرتا تھا اس کے نتیجے میں ہر بچے کا دل اچھلتا تھا کہ مَیں یہ دل اس خدمت کے عوض استاد کے حضور پیش کر دوں۔ ایسی محبت کا سلوک، ایسا بے ساختہ اظہار، یہ اس وقت کی سوسائٹی کا ایک جزو لاینفک تھا، جو علیحدہ نہیں ہو سکتا تھا۔ کہتے ہیں کہ دیکھو کیسا زمانہ بدل گیا اب تو استاد سے اتنا سا ہی رابطہ رہ گیا ہے کہ استاد نے لیکچر ختم کیا تو لڑکا کہتا ہے، جیسے ہوٹل کے بیرے کہتے ہیں، بل پیش کرو، استاد جی آپ نے پڑھا دیا ۔ یہ جو رجحان ہے یہ دوطرفہ خرابیوں کا منعکس ہے۔

یہ شعر بتا رہا ہے کہ استاد بھی کمرشل مائنڈڈ (Commercial Minded) ہو گئے ہیں اور بچے بھی اسی حد تک بدلے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اگر استاد نے پیسوں کی خاطر ہی پڑھانا ہے اور علم کی خاطر اس کے دل میں کوئی جذبہ نہیں کہ وہ محنت کرے اور وقت صرف کرے اور بچوں کو علم دینے کے ذوق اور شوق کے نتیجہ میں قطع نظر اس کے کہ اس کو کیا معاوضہ ملتا ہے اپنی زندگی وقف کئے رکھے۔ اگر ایسا ہو تو اگلی نسل میں بہت ہی خطرناک تبدیلیاں پیدا ہونی لازم ہیں اور یہ تبدیلیاں پیدا ہو چکی ہیں۔ امر واقعہ یہ ہے کہ ایک زمانہ تھا جبکہ اساتذہ تمام عمر علم کی ترویج میں خرچ کرتے رہے اور انتہائی غربت کے عالم میں انہوں نے اپنی ساری زندگی علم کی ترویج کے لئے وقف کی اور قطعاً کبھی مطالبہ نہیں کیا، تمنا نہیں رکھی کہ اس کے بدلہ میں انہیں کچھ پیش کیا جائے۔

یونانی فلاسفی کا عروج اس دور کا عروج ہے۔ جبکہ بڑے بڑے فلاسفروں مثلاً بقراط، ارسطو اور افلاطون نے یونیورسٹیوں میں کام شروع کئے لیکن پھر یونیورسٹیوں سے الگ ہو کر علم کی سربلندی کی خاطر اپنے الگ تعلیمی درسوں کے نظام جاری کئے جن میں ہر شخص کو اجازت تھی، ایک پیسہ دئے بغیر جو چاہے ان میں آ کر ان سے علم سیکھتا تھا۔ اور وہ دَور تھا کہ آج تک اس کا سایہ دنیا پر پڑا ہوا ہے۔ کتنے زمانے بدل گئے، کتنے نئے ادوار آئے لیکن یونان کے اس فلسفے کی شان اسی طرح کھڑی ہے اور بعض یورپین فلاسفروں نے غور کے بعد یہاں تک لکھا کہ عملاً ہم نے صرف پیمانے بدلے ہیں، شراب وہی ہے جو ہم نے یونان سے حاصل کی تھی۔ ان کے فلسفہ میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں کر سکے، ان کے فلسفہ سے کوئی اوپر قدم نہیں رکھ سکے۔ کیونکہ وہ ایک ایسا عروج کا دور تھا جہاں عقل خالصتاً حصول علم کے لئے وقف ہو چکی تھی ۔ جہاں دلوں کو اس کے سوا کوئی تمنا نہیں تھی کہ قوانین قدرت کے راز حاصل کریں اور لوگوں میں ان کو بانٹیں۔

پس جہاں علم، اقتصادیات کے ساتھ ایسا وابستہ ہو جائے کہ محض اقتصادی ذریعہ بن جائے اور محض ذریعہ معاش ہو جائے وہاں لازم ہے کہ رفتہ رفتہ بد تبدیلیاں پیدا ہوتی جائیں۔ اور ناروے بھی اس سے مستثنیٰ نہیں۔ یہ تبدیلیاں بڑھتے بڑھتے ایسے خطرناک مسائل پیدا کر دیتی ہیں کہ جن کے نتیجے میں بعض سوسائٹیاں گہرے طور پر زخم خوردہ ہو جاتی ہیں اور کچھ علاج سمجھ میں نہیں آتا کہ جن کے سپرد علاج ہو وہ اگر زخم لگانے لگ جائیں تو پھر ہم کیا کریں۔

چنانچہ انگلستان کے تجربے کے لحاظ سے مَیں آپ کو بتاتا ہوں کہ وہاں اب سکولوں کے بچے اپنے استادوں سے محفوظ نہیں رہے اور سکولوں کی بچیاں اپنے استادوں سے محفوظ نہیں رہیں۔ اس کثرت سے ایسے واقعات رونما ہوئے ہیں کہ خود استادوں نے اپنے بچوں اور بچیوں کی عصمتوں کو لوٹا اور اُن کو گہرے بیماریوں کے زخم بھی لگا دئے۔ ایک ایڈز کا مریض استاد ہے وہ چھپائے رکھتا ہے اور سکول کے بچوں کے ساتھ اختلاط کرتا ہے اور ہر قسم کے اختلاط کرتا ہے اور جب وہ پکڑا جاتا ہے تو اتنی دیر ہو چکی ہوتی ہے کہ اس عرصے میں سینکڑوں اور پھر سینکڑوں سے آگے پھیلتے پھیلتے ہو سکتا ہے ہزاروں تک وہ بیماریاں پھیل چکی ہوں۔ تو وہ سوسائٹی جہاں استادوں کے پاس جو امانت ہے اس امانت میں خود استاد خیانت کرنے لگیں، وہ سوسائٹی محفوظ نہیں رہتی اور دن بدن ایسے استادوں کی عزت نفرت میں تبدیل ہونے لگتی ہے۔ ایسے واقعات بھی ہیں جہاں بچوں نے اساتذہ کو قتل کر دیا اور جس کو لاء اینڈ آرڈر پرابلم (Law & Order Problem) کہتے ہیں، یہ اس حد تک امن و امان کے قیام کا مسئلہ بن گیا کہ بعض سکولوں میں عملاً غنڈے طالبعلم حاکم بن چکے ہیں۔ اور تمام نظم و ضبط کو انہوں نے اپنے ہاتھ میں لے رکھا ہے۔ استاد غلامانہ طور پر داخل ہوتے ہیں۔ ان کی مجال نہیں کہ ان طلباء کی مرضی کے خلاف کوئی بات کریں۔ یہاں تک کہ بعض ایسے سکول بند کرنے پڑے۔

یہ رجحانات ایسے ہیں جن رجحانات میں جماعت احمدیہ جس ملک میں بھی ہے اس میں ہر ملک کی غیر معمولی خدمت سرانجام دے سکتی ہے۔ آج ایک جماعت احمدیہ ہے جو ان اعلیٰ مثالی اقدار کی محافظ ہے اور احمدی بچوں اور دوسروں میں ایک نمایاں امتیاز پیدا ہو چکا ہے۔ یہ باادب ہیں اس لئے کہ گھر میں بھی باادب ہیں۔ اور ادب گھر سے شروع ہوتا ہے۔ اگر گھر میں ادب نہ ہو تو یہ بچہ کبھی بھی سکول میں ادب کا مظاہرہ نہیں کر سکتا۔

پس جو ساری تہذیبی ساخت ہے اس پر نظر رکھنی ہو گی۔ اور تمام ایسے مسائل جو ملکوں کو تنگ کرتے ہیں اگر وہ وقت پر توجہ نہیں دیں گے تو بڑھتے چلے جائیں گے۔ اور اس خودسری کے نتیجہ میں اس باغیانہ رویہ کے نتیجہ میں علم کو جو نقصان پہنچتا ہے وہ تو ہے ہی، امن عامہ کو بھی بہت نقصان پہنچتا ہے۔ اور ایسے دور میں Drug Addiction کا سلسلہ بڑھتا چلا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ حال ہی میں انگلستان کی ایک رپورٹ میں جو پولیس کی رپورٹ تھی، اس میں یہ ظاہر کیا گیا کہ باقاعدہ سکولوں میں Drug Addiction بڑھانے کے لئے سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں ایسے مافیا (Mafia) قائم ہو چکے ہیں کہ ان کے مقابلے کی کسی کو طاقت نہیں۔ چھوٹے چھوٹے معصوم بچوں کو بھی جن کی عمریں ابھی بلوغت کو نہیں پہنچیں یعنی آٹھ، نو، دس سال کے بچوں کو، ان کو خصوصیت کے ساتھ اس میں استعمال کیا جا رہا ہے۔ کیونکہ اگر وہ کسی جرم میں پکڑے بھی جائیں تو قانون ان کے لئے نرم گوشہ رکھتا ہے۔ اس لئے اگر کسی وقت خطرہ ہو کہ Drug Addiction میں وہ پکڑے جائیں گے تو وہ انہیں ختم بھی کر سکتے ہیں۔ اور ان کا قتل جو ہے وہ بغیر سزا کے چلا جائے گا۔ کہیں گے کہ چھوٹی عمر

باقی صفحہ نمبر ۹ پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

اَلْجَبَّار سے مراد وہ ذات ہے جو مخلوق کی نسبت بہت ہی بلند شان ہو۔

بہت ہی بُرا ہے وہ شخص جو بڑا بنا پھرتا ہے اور شیخیاں مارتا ہے مگر کبیر اور بلند شان والے خدا کو بھول جاتا ہے۔

اور بہت ہی بُرا ہے وہ شخص جو تکبر اور ظلم سے کام لیتا ہے مگر خدائے جَبَّار واَعلٰی کو بھول جاتا ہے۔

(آیات قرآنی، احادیث نبویہ اور مختلف مفسرین وحضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے اللہ تعالیٰ کی صفت اَلْجَبَّار کے مختلف پہلوؤں کا تذکرہ)

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ ۱۲/اپریل ۲۰۰۲ء بمطابق ۱۲/شہادت ۱۳۸۱ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

﴿هُوَاللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ. اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ .سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ﴾(الحشر:۲۴)

وہی اللہ ہے جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ وہ بادشاہ ہے، پاک ہے، سلام ہے، امن دینے والا ہے، نگہبان ہے، کامل غلبہ والا ہے، ٹوٹے کام بنانے والا ہے (اور) کبریائی والا ہے۔ پاک ہے اللہ اُس سے جو وہ شرک کرتے ہیں۔

آج صفت جباریت کے متعلق انشاء اللہ تعالیٰ خطاب ہوگا۔ ممکن ہے آگے بھی چلے لیکن ہو سکتا ہے اس دفعہ ہی ختم ہو جائے۔

حل لغات۔ جَبَرَ العَظْمَ کا معنی ہے اُس نے ٹوٹی ہوئی ہڈی کو جوڑ دیا۔ (المنجد)

جَبَرَ فَلانٌ فُلانًا کا مطلب ہے اُس نے اُس کو تنگدستی اور فقر سے نجات دلا کر مالدار بنادیا۔ جَبَرَ اللّٰهُ فُلانًا کا معنی ہوگا کہ اللہ نے فلاں کی ضرورت پوری فرمادی۔ الجبّار۔ یہ خدا تعالیٰ کے اسماء میں سے ہے اور اس کا مطلب ہے کہ ایسی ہستی جو بندوں کو اپنے اوامر ونواھی پر عمل کروانے پر مجبور کر سکتی ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ الجبّار سے مراد وہ ذات ہے جو مخلوق کی نسبت بہت ہی بلند شان ہو۔ اسی لئے نَخْلَةٌ جَبَّارَةٌ کھجور کے ایسے درخت کو کہتے ہیں جس تک رسائی ناممکن ہو۔

(النّهايه لابن أثير و لسانُ العرب)

مفردات امام راغبؒ کے مطابق جَبَر کے حقیقی معنے دراصل کسی چیز میں طاقت و غلبہ کے ساتھ اصلاح کرنا ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ "جَبَرْتَهٗ فَانْجَبَرَ" کہ مَیں نے اس کی اصلاح کی پس وہ درست ہو گیا۔ .... اور کہا جاتا ہے کہ اَلْجَبْرُ کے معنی کبھی تو صرف اصلاح ہی کے ہوتے ہیں جیسے کہ حضرت علیؓ کا یہ قول ہے: "يَا جَابِرَ كُلِّ كَسِيرٍ، وَ يَا مُسَهِّلَ كُلِّ عَسِيْرٍ" اے ہر شکستہ کی اصلاح کرنے والے اور اے ہر تنگ دست کے لئے کشائش پیدا کرنے والے .... اور جَبَر کا لفظ کبھی مُجَرد زبردستی اور غلبہ کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ جیسے کہ رسول اللہ ﷺ کا یہ قول ہے: "لَا جَبْرَ وَلَا تَفْوِيْضَ" یعنی نہ کوئی زبردستی ہوگی اور نہ ہی کوئی چیز عطا کی جائے گی۔.........

اَلْجَبَّار کا لفظ ایسے شخص کے لئے بولا جاتا ہے جو اپنی کمزوری پر پردہ ڈالنے کے لئے ایسے متکبرانہ دعاوی کرتا ہے جن کا وہ مستحق نہیں ہوتا۔ اور انسان کے بارے میں "جبّار" کا لفظ صرف مذمت کے لئے ہی استعمال ہوتا ہے۔ جیسے کہ اللہ عزّ وجلّ فرماتا ہے: "وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ" اور پھر "كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ"۔ اور "كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ" سے مراد ایسا شخص ہے جو تکبر کی وجہ سے حق قبول کرنے اور ایمان لانے سے اپنے آپ کو بالا سمجھتا ہے۔

البتہ اللہ تعالیٰ کی صفات میں ہے: العزیز الجبّار المُتکبّر۔ اللہ تعالیٰ کا نام اَلْجَبّارُ اہل عرب کے قول "جَبَرْتُ الفَقِيْرَ" سے لیا گیا ہے جس کا مطلب ہے مَیں نے فقیر کو نوازا کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی ایسی ذات ہے جو لوگوں پر اپنی بے انتہا نعماء نازل کرتی ہے۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اَلْجَبّارُ اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ لوگوں کو اس امر کی طرف جو وہ کرنا چاہتا ہے مجبور کر کے لے جاتا ہے..... حضرت امیر المؤمنین (یعنی حضرت علیؓ) کے بارے میں مروی ہے کہ وہ کہا کرتے تھے "اے آسمان کو پیدا کرنے والے اور دِلوں کو مجبور کر کے ان کی سعید اور شقی فطرت کی طرف لے جانے والے! پس وہ دِلوں کی اصلاح ان کی معرفت اور فطرت کے موافق کرنے والا ہے۔

امام رازیؒ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں: جَبَّار مبالغہ کا صیغہ ہے جس کا مطلب ہے فقیر کو غنی بنانے والا اور ٹوٹے ہوئے کو جوڑنے والا۔

علامہ ازہری کہتے ہیں کہ وَهُوَ لَعَمْرِی جَابِرُ كُلِّ كَسِيْرٍ وَ فَقِيْرٍ کہ میری عمر کی قسم! اللہ تعالیٰ ہر ٹوٹے ہوئے کو جوڑنے والا اور ہر فقیر کو غنی کرنے والا ہے۔

علامہ ازھریؔ مزید بیان فرماتے ہیں کہ اس کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ وہ اپنے پسندیدہ دین کی اصلاح فرماتا رہتا ہے۔

"اَلْجَبّارُ "جَبَرَهٗ عَلٰى كَذَا سے ہے یعنی اس نے اسے اپنے ارادہ کے موافق کام کرنے پر مجبور کر دیا۔

فَرَّا نے "اَلْجَبّارُ" کو اکراہ کے معنوں میں لیا ہے۔

ابن انباریؔ کہتے ہیں کہ "اَلْجَبّارُ" اللہ تعالیٰ کی ایسی صفت ہے جو حاصل نہیں کی جاسکتی۔

ابن کثیر کا قول ہے کہ اَلْجَبّارُ الْمُتَكَبِّر کا مطلب ہ کہ وہ ذات جسے جبر واکراہ زیبا ہے، دوسروں کو نہیں۔ اور جسے کبریائی سجتی ہے، دوسروں کو نہیں۔ چنانچہ حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ عظمت میرا بچھونا اور کبریائی میرا اوڑھنا ہے۔ پس جس نے ان میں سے کسی ایک میں بھی میرا شریک بننے کی کوشش کی، مَیں اسے سخت عذاب دوں گا۔

قتادہ کہتے ہیں: جبّار کا مطلب ہے کہ وہ ذات جس نے جیسے چاہا اپنی مخلوق کو پیدا کیا۔

لفظ جبّار جب انسانوں کی صفت کے طور پر استعمال ہوتا ہے جس کا معنی ہوگا: سرکشی اور ظلم کرنے والا۔ اور اس طرح یہ ایک بُری صفت کہلائے گی۔ اس کی مثال قرآن کریم میں یوں ہے کہ وَعَصَوا رُسُلَهٗ واتَّبَعُوا كُلَّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قول وَلَمْ يَجعلْنِیْ جَبّارًا شَقِيًّا میں اس صفت کی نفی کی گئی ہے۔

لیکن اگر لفظ جبّار الف لام کے ساتھ آئے تو یہ خدا کے اسماء حُسنیٰ میں سے ہوگا اور یہ صفت اگرچہ انسانوں کے حق میں مذموم صفت کے طور پر استعمال ہوتی ہے مگر اللہ تعالیٰ کے

کمالِ مطلق کے لئے اس کی اس صفت کا ہونا ضروری ہے کیونکہ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کے ٹوٹے کام بنادیتا ہے۔ چنانچہ غربت کے ماروں کے لئے خدا تعالیٰ نے اپنی اس صفت کے تحت زکوٰۃ اور صدقات کا حکم دیا ہے جبکہ اسی صفت کے تحت اس نے مریض کی اس طرح دلجوئی فرمائی ہے کہ اگر وہ بیماری کو صبر اور رضا کے ساتھ برداشت کرے گا تو اُسے اجر دے گا۔

اَلْجَبَّار کے معانی میں سے ایک یہ بھی ہے کہ خدا تعالیٰ کامل غلبے والا ہے چنانچہ ہر چیز اُس کی اطاعت گزار ہے اور ہر ایک اُس کے سامنے جھکنے پر مجبور ہے۔ انسانوں کے لئے جبّار کی صفت اگرچہ بُری صفت سمجھی جاتی ہے لیکن اگر اللہ تعالیٰ کسی کو کسی بات پر مجبور کرے تو ضرور اس میں انسان کا فائدہ ہوگا خواہ انسان اس کو وقتی طور پر سمجھ سکے یا نہ سمجھ سکے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ شعر بھی جبّار کے معانی کو خوب کھول رہا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں:

تیرے اے میرے مربی کیا عجائب کام ہیں
گرچہ بھاگیں ، جبر سے دیتا ہے قسمت کے ثمار

اس شعر میں جبر ظلم اور تعدی کا جبر نہیں بلکہ شفقت اور رحمت کا جبر ہے۔ کیونکہ جس طرح ایک محبت کرنے والا باپ اپنے بیٹے پر انعام کرنے کے بہانے ڈھونڈتا ہے، اسی طرح ہمارا آسمانی باپ بھی جب اپنے کسی بندے پر انعام کرنا چاہتا ہے اور اپنے کسی قانون کو اس انعام کے راستہ میں ظاہر روک پاتا ہے تو اپنی مشیت کے بہانے تلاش کرکے اس کے لئے انعام کے دروازے کھول دیتا ہے کیونکہ وہ کسی قانون کا غلام نہیں بلکہ اپنے حکم پر بھی غالب اور حاکم ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ بندہ اس کا باغی نہ ہو بلکہ ایک پیار کرنے والے بچے کی طرح اُس کے دامن سے چمٹا رہے۔

حضرت عبداللہؓ بن عَمْرو بن العاص بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابن آدم کا دل خدائے جبار کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان ہے۔ وہ جب اسے پھیرنا چاہتا ہے، پھیر دیتا ہے۔ چنانچہ آپؐ بکثرت کہا کرتے تھے یَا مُصَرِّفَ الْقُلُوْبِ یعنی اے دلوں کو پھیرنے والے۔ (مسند احمد بن حنبل، مسند المکثرین من الصحابہ)

حضرت عبداللہ بن بُسر بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے ایک بھیڑ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بطور تحفہ پیش کی۔ یہ بھُنی ہوئی بھیڑ تھی، کچی بھیڑ کی بات نہیں کر رہے۔ رسول کریم ﷺ دو زانو بیٹھ کر (اس بھیڑ کے گوشت میں سے) کھانے لگے۔ اس پر ایک اعرابی نے کہا: یہ آپ کیسے بیٹھے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے معزز بندہ ضرور بنایا ہے مگر اس نے مجھے جابر اور سرکش نہیں بنایا۔ (سنن ابن ماجه۔ کتاب الأطعمة)

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ مَیں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ (تہجد کی) نماز پڑھی۔ آپؐ نے ابتداء یوں کی کہ پہلے مسواک کی، پھر وضو فرمایا، پھر نماز شروع کی۔ آپؐ نے سورۃ البقرۃ کی تلاوت شروع کی اور جب بھی کوئی ایسی آیت آتی جس میں رحمت کا بیان ہوتا تو آپ رُک جاتے اور اس رحمت کے حصول کے لئے دعا کرتے اور جب بھی کوئی ایسی آیت آتی جس میں عذاب کا ذکر ہوتا تو بھی آپ رُک جاتے اور عذاب سے پناہ کی دعا کرتے۔ پھر آپؐ رکوع میں گئے اور اپنے قیام کے برابر رکوع کی حالت میں رہے۔ آپؐ رکوع میں یہ کہہ رہے تھے: سُبْحَانَ ذِی الْجَبَرُوْتِ وَالْمَلَكُوْتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ۔ یعنی پاک ہے وہ ذات جو جبروت اور ملکوت والی ہے اور بڑائی اور عظمت والی ہے۔ پھر آپؐ نے رکوع کے برابر سجدہ کیا۔ آپؐ اپنے سجدوں میں بھی کہہ رہے تھے: سُبْحَانَ ذِی الْجَبَرُوتِ وَالْمَلَكُوتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ۔ یعنی پاک ہے وہ ذات جو جبروت اور ملکوت والی ہے اور بڑائی اور عظمت والی ہے۔

پھر دوسری رکعت میں آپؐ نے سورۃ آل عمران پڑھی۔ پھر اس کے بعد (ہر رکعت میں) ہر بار مختلف سورت پڑھتے رہے۔ اس طرح آپ نماز ادا کرتے رہے۔

(سنن النسائی۔ کتاب التطبيق)

اب اس میں جو بہت لمبی لمبی سورتیں ہیں اب اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ بیان کرنے والا صحیح بیان کر رہا ہے یا واقعی اتنی لمبی سورتیں آپ پڑھا کرتے تھے۔ اور قیام کے برابر رکوع کرنا یہ بہت تعجب انگیز ہی ہے۔ اور رکوع کے برابر سجدہ کرنا تو خیر تعجب انگیز نہیں، مگر بہرحال یہ حدیث جس طرح کی تھی مَیں نے بیان کر دی ہے۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (بیت اللہ کو) بیت العتیق کا نام اس لئے دیا جاتا ہے کیونکہ اس پر کوئی جابر بادشاہ (کبھی) غالب نہیں آیا۔ (ترمذی۔ کتاب التفسیر۔ تفسیر سورۃالحج)

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ بیت اللہ پر کسی جابر بادشاہ کو غلبہ حاصل کرنے کی توفیق نہیں ملی۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے کسریٰ و قیصر اور نجاشی اور ہر جابر حکمران کو دعوت الی اللہ کی خاطر خطوط لکھے اور یہاں مذکور نجاشی وہ نجاشی نہیں ہیں جن کی نماز جنازہ نبی اکرم ﷺ نے پڑھائی تھی۔ (مسلم۔ کتاب الجہاد والسير)۔ وہ حبشہ کا نجاشی اور تھا۔ اور یہ نجاشی کی بات ہو رہی ہے۔

حضرت اسماءؓ بنت عُمَیس بیان کرتی ہیں کہ مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بہت ہی برا ہے وہ شخص جو بڑا بنا پھرتا ہے اور شیخیاں مارتا ہے مگر کبیر اور بلند شان والے خدا کو بھول جاتا ہے۔ اور بہت ہی بُرا ہے وہ شخص جو تکبر اور ظلم سے کام لیتا ہے مگر خدائے جبار واعلیٰ کو بھول جاتا ہے۔ اور بہت ہی بُرا ہے وہ شخص جو غفلت اور لہو ولعب میں زندگی گزارتا ہے مگر قبروں کو اور دکھ و ابتلا کو بھول جاتا ہے۔ اور بہت ہی بُرا ہے وہ شخص جو فساد برپا کرتا اور سرکشی اختیار کرتا ہے، نہ اسے یہ یاد ہے کہ اس کی ابتدا کیسے ہوئی اور نہ ہی اُسے معلوم ہے کہ اس کا انجام کیا ہوگا۔ اور بہت ہی برا ہے وہ شخص جو دین کے مقابل پر دنیا کا طالب ہے۔ اور بہت ہی بُرا ہے وہ شخص جو دین کی بجائے شبہات کے پیچھے چلتا ہے۔ اور بہت ہی بُرا ہے وہ شخص جو طمع اور لالچ کے پیچھے لگا ہوا ہے۔ اور بہت ہی برا ہے وہ شخص جسے اُس کی خواہشات بھٹکائے پھرتی ہیں۔ اور بہت ہی بُرا ہے وہ شخص جس کو اُس کی تمنائیں ذلیل کئے پھرتی ہیں۔ (ترمذی۔ کتاب صفۃالقیامۃ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ نے منبر پر یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ. وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌ بِيَمِيْنِهٖ .سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ﴾ (الزُّمر:٦٨)۔ یعنی: اور انہوں نے اللہ کی قدر نہیں کی جیسا کہ اس کی قدر کا حق تھا اور قیامت کے دن زمین تمام تر اُسی کے قبضہ میں ہو گی اور آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہوں گے۔ وہ پاک ہے اور بہت بلند ہے اس سے جو وہ شرک کرتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ اپنے ہاتھ کو حرکت دیتے ہوئے کبھی آگے کی طرف اشارہ کرتے، کبھی پیچھے کی طرف اور فرماتے: اس طرح اللہ تعالیٰ اپنی بڑائی بیان کرتا ہے (اور فرماتا ہے کہ) مَیں جبّار ہوں، مَیں کبریائی والا ہوں، مَیں بادشاہ ہوں، مَیں کامل غلبہ والا ہوں، مَیں صاحبِ عزت و تکریم ہوں۔ یہاں تک کہ منبر لرزنے لگا اور ہمیں خدشہ ہوا کہ کہیں یہ (منبر جوش کی وجہ سے) گر ہی نہ جائے۔ (مسند احمد بن حنبل۔ مسند المکثرین من الصحابة)

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ مَیں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت کے دن سب سے پہلے میرے سر پر سے زمین لپٹ کر ایک طرف ہو گی۔

اب یہ سمجھ نہیں آئی 'زمین لپیٹ کر ایک طرف ہو گی' سے کیا مراد ہے۔ مگر حدیث میں یہی الفاظ ہیں۔ ہو سکتا ہے سننے والے نے غلط سنے ہوں۔ رسول اللہ ﷺ کے سر پر سے زمین لپیٹنے کا

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

تو کوئی مطلب سمجھ نہیں آسکتا۔

مگر مَیں کوئی فخر نہیں کرتا۔ اور مجھے ہی حمد کا جھنڈا عطا کیا جائے گا مگر مَیں اس پر کوئی فخر نہیں کرتا۔ اور مَیں قیامت کے دن لوگوں کا سردار ہوں گا اور اس پر کوئی فخر نہیں ہے۔ اور مَیں ہی قیامت کے دن سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گا اور مَیں اس پر کوئی فخر نہیں کرتا۔ اور مَیں جنت کے دروازے پر آؤں گا اور اس کے کڑے کو پکڑوں گا تو فرشتے پوچھیں گے: یہ کون ہے؟ مَیں کہوں گا: مَیں محمدؐ ہوں۔ اس پر وہ میرے لئے جنت کے دروازے کھول دیں گے۔ پھر مَیں اس میں داخل ہوں گا تو خدائے جبار کو اپنے سامنے پاؤں گا۔ مَیں اُس کے حضور سجدہ ریز ہو جاؤں گا۔ وہ فرمائے گا: اے محمد! اپنا سر اٹھالو اور بات کرو، تمہاری سنی جائے گی۔ اور کہو، تمہاری عرض قبول کی جائے گی۔ اور شفاعت کرو، تمہاری شفاعت قبول ہو گی۔ چنانچہ مَیں اپنا سر اٹھاؤں گا اور عرض کروں گا: اے میرے ربّ! میری امّت، میری امّت۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اپنی امّت کے پاس جا اور اُن میں سے جس کے دل میں جَو کے دانے کے برابر بھی ایمان ہے اُسے جنت میں داخل کر دے۔ چنانچہ مَیں جاؤں گا اور جس کے دل میں اس قدر ایمان ہو گا اُسے جنت میں داخل کر دوں گا۔ پھر دیکھوں گا کہ خدائے جبار میرے سامنے ہے۔ مَیں پھر اُس کے حضور سجدہ ریز ہو جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ پھر فرمائے گا: اے محمدؐ! اپنا سر اٹھالو اور بات کرو، تمہاری سنی جائے گی۔ اور کہو، تمہاری عرض قبول کی جائے گی۔ اور شفاعت کرو، تمہیں شفاعت کا حق دیا جاتا ہے۔ اس پر مَیں اپنا سر اٹھاؤں گا اور عرض کروں گا: میری امّت، میری امّت۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اپنی امّت کے پاس جا اور اُن میں سے جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہے اُسے جنت میں داخل کر دے۔ چنانچہ مَیں جاؤں گا اور جس کے دل میں اس قدر ایمان ہو گا اُسے جنت میں داخل کر دوں گا۔ اور اللہ تعالیٰ لوگوں کے حساب کتاب سے فارغ ہو جائے گا اور میری امّت میں سے جو لوگ بچیں گے ان کو اہل نار کے ساتھ جہنم میں داخل کر دیا جائے گا۔ اس پر اہل جہنم (میری امّت کے ان لوگوں کو) کہیں گے: تم تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کیا کرتے تھے اور کسی کو اُس کا شریک نہیں ٹھہراتے تھے مگر تمہارا اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا اور اُس کا شریک نہ ٹھہرانا، تمہارے کسی کام نہ آیا!۔ اس پر خدائے جبار فرمائے گا: مجھے میری عزت کی قسم! مَیں ان کو آگ سے آزاد کرتا ہوں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں ارشاد فرمائے گا تو وہ اس حال میں باہر نکلیں گے کہ آگ سے جھلس گئے ہوں گے۔ پھر وہ زندگی کی نہر میں داخل ہوں گے تو اس میں وہ اس طرح (جلد جلد) بڑھیں گے جیسے دانہ سیلاب کی مٹی میں بڑھتا ہے۔ اور اُن کی آنکھوں کے درمیان لکھا جائے گا کہ یہ خدا تعالیٰ کے آزاد کردہ لوگ ہیں۔ چنانچہ انہیں وہاں سے لے جایا جائے گا اور وہ جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ اہل جنت انہیں کہیں گے کہ یہ جہنم والے لوگ ہیں۔ اس پر خدائے جبار فرمائے گا: نہیں، بلکہ یہ خدائے جبار کے آزاد کردہ لوگ ہیں۔

(مسند احمد بن حنبل. مسند المكثرين)

حضرت عمرو بن مالک الجَنْبِیّ کہتے ہیں کہ فَضَالہؓ بِن عُبَید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عُبادَہ بن صَامِت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ مخلوق کے حساب کتاب سے فارغ ہو جائے گا تو آخر پر دو آدمی بچیں گے۔ ان دونوں کو جہنم میں ڈالنے کا حکم صادر ہو گا۔ اس پر ان میں سے ایک مُڑ کر خدا تعالیٰ کی طرف دیکھے گا تو خدائے جبّار کہے گا: اسے واپس لاؤ۔ چنانچہ فرشتے اُسے واپس لائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اُس سے پوچھے گا کہ تم نے مُڑ کر کیوں دیکھا ہے؟ وہ شخص کہے گا: مجھے تو تجھ سے یہ امید تھی کہ تُو مجھے جنت میں داخل کرے گا۔ اس پر اُسے جنت میں داخل کرنے کا حکم صادر ہو گا۔ اس پر وہ شخص کہے گا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اتنا دیا ہے کہ اگر مَیں تمام اہل جنت کو بھی اس میں سے کھلاتا رہوں تب بھی اس میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔

راوی کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ جب یہ بات بیان فرما رہے تھے تو آپؐ کے چہرہ مبارک سے خوشی اور سرور چھلک رہا تھا۔ (مسند احمد بن حنبل، مسند الأنصار)

سورۃ ابراہیم کی آیت ﴿وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ﴾ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"یہ سنت اللہ ہے کہ مامور من اللہ ستائے جاتے ہیں، دکھ دئے جاتے ہیں، مشکل پر مشکل اُن کے سامنے آتی ہے۔ نہ اس لئے کہ وہ ہلاک ہو جائیں بلکہ اس لئے کہ نصرت الٰہی کو جذب کریں۔ یہی وجہ تھی کہ آپ کی مکّی زندگی کا زمانہ مدنی زندگی کے بالمقابل دراز ہے۔ چنانچہ مکّہ میں تیرہ برس گزرے اور مدینہ میں دس برس۔ جیسا کہ اس آیت میں پایا جاتا ہے ہر نبی اور مامور من اللہ کے ساتھ یہی حال ہوا ہے کہ اوائل میں دکھ دیا گیا ہے۔ مکّار، فریبی، دکاندار اور کیا کیا کہا گیا ہے۔ کوئی برا نام نہیں ہوتا جو ان کا نہیں رکھا جاتا۔ وہ نبی اور مامور ہر ایک بات کی برداشت کرتے اور ہر دکھ کو سہہ لیتے ہیں لیکن جب انتہا ہو جاتی ہے تو پھر بنی نوع انسان کی ہمدردی کے لئے دوسری قوّت ظہور پکڑتی ہے۔ اسی طرح پر رسول اللہ ﷺ کو ہر قسم کا دکھ دیا گیا ہے اور ہر قسم کا برا نام آپ کا رکھا گیا ہے۔ آخر آپ کی توجہ نے زور مارا اور وہ انتہا تک پہنچی جیسا ﴿وَاسْتَفْتَحُوْا﴾ سے پایا جاتا ہے اور نتیجہ یہ ہوا کہ ﴿وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ﴾ تمام شریروں اور شرارتوں کے منصوبے کرنے والوں کا خاتمہ ہو گیا۔ یہ توجہ مخالفوں کی شرارتوں کے انتہا پر ہوتی ہے کیونکہ اگر اوّل ہی ہو تو پھر خاتمہ ہو جاتا ہے!! مکّہ کی زندگی میں حضرت احدیت کے حضور گرنا اور چلّانا تھا اور وہ اس حالت تک پہنچ چکا تھا کہ دیکھنے والوں اور سننے والوں کے بدن پر لرزہ پڑ جاتا ہے مگر آخر مدنی زندگی کے جلال کو دیکھو کہ وہ جو شرارتوں میں سرگرم اور قتل اور اخراج کے منصوبوں میں مصروف رہتے تھے سب کے سب ہلاک ہوئے اور باقیوں کو اس کے حضور عاجزی اور منّت کے ساتھ اپنی خطاؤں کا اقرار کر کے معافی مانگنی پڑی"۔

(الحکم جلد ۵ نمبر ۲ مورخہ ۱۷/جنوری ۱۹۰۱ء صفحہ ۴)

علامہ فخر الدین رازیؔ سورۃ مریم کی آیت ﴿وَبَرًّا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا﴾ (مریم:۱۵) کی تفسیر کے تحت تحریر کرتے ہیں:

"﴿وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا﴾ لانے سے اللہ تعالیٰ کا مقصود حضرت یحییٰ علیہ السلام کی انکساری، تواضع اور نرمی کی تعریف کرنا ہے اور یہ مومنوں کی صفات میں سے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ﴾ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ﴾ یعنی اور اگر تو تند خو اور سخت دل ہوتا تو وہ ضرور تیرے گرد سے دور بھاگ جاتے"۔ کیونکہ عبادات کا سرچشمہ انسان کی اپنی عاجزی کا عرفان اور اپنے رب کی عظمت و کمال کی معرفت ہے اور جس نے اپنے نفس کی عاجزی کو پہچان لیا اور ربّ کے کمال کی معرفت حاصل کر لی اس کے لئے تَرَفُّع اور تَجَبُّر یعنی بڑائی اور تکبر کیسے ممکن ہے۔ (تفسیر کبیر رازی)

علامہ فخر الدین رازیؔ سورۃ مریم کی آیت ﴿وَبَرًّا بِوَالِدَتِيْ وَلَمْ يَجْعَلْنِيْ جَبَّارًا شَقِيًّا﴾ (مریم:۳۳) کی تفسیر کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

"اور یہ بات ملاحظہ ہو کہ عیسیٰ علیہ السلام کا اس امر میں خصوصیت سے ذکر کیا گیا ہے اور ان کا قول ﴿وَلَمْ يَجْعَلْنِيْ جَبَّارًا﴾ کا مطلب ہے اللہ نے مجھے متکبر نہیں بنایا بلکہ مَیں عاجزی اختیار کرنے والا شخص ہوں کیونکہ مَیں اپنی والدہ کا خدمت گزار ہوں، اور اگر مَیں جبّار ہوتا تو مَیں نافرمان اور بدبخت ہوتا۔

اور روایت کی گئی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے بارہ میں کہا تھا "میرا دل نرم ہے اور مَیں اپنی نظر میں اپنے آپ کو حقیر پاتا ہوں۔ (تفسیر کبیر رازی)

علامہ فخر الدین رازیؔ سورۃ الشعراء کی آیت ﴿وَإِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِيْنَ﴾ (الشعراء:۱۳۱) کی تفسیر کے تحت تحریر کرتے ہیں کہ:

"ہم اس مقام کے علاوہ دیگر کئی مقامات پر یہ وضاحت کر چکے ہیں کہ صفت "جبّار" جب

شمالی جرمنی کی گائے کے بہترین گوشت سے تیار شدہ

سلامی اور شنکن

(SALAMI & SHINKEN)

عمدہ کوالٹی اور پورے جرمنی میں بروقت ترسیل کے لئے ہمہ وقت حاضر۔ پیزا (PIZZA) کے کاروبار میں آپ کے معاون

احمد برادرز

خالص گائے کے گوشت سے تیار شدہ سلامی اور شنکن کے خواھشمند حضرات بذریعہ ٹیلیفون فری سروس سے فائدہ اٹھا کر بازار سے بارعایت اور تازہ مال حاصل کر سکتے ھیں

آج ھی رابطہ کیجئے

CH.IFTIKHAR & BROTHERS

TEL: 04504-201 —— FAX: 04504-202

بندہ کے لئے استعمال ہو تو مذمت کے لئے استعمال ہوتی ہے اور اگر "جَبَّار" اللہ تعالیٰ کی صفت کے طور پر آئے تو مدح کے لئے ہوتا ہے۔ گویا جو شخص کسی پر ناحق بڑائی کے ساتھ غالب آجاتا ہے تو اس کے بارہ میں کہا جاتا ہے کہ اس کی گرفت جبّار کی سی گرفت ہے.......... اور اَلْجَبَّارِیَۃُ کا مطلب ہے بڑائی میں خود کو منفرد رکھنے کی خواہش۔ مختصر یہ کہ انہوں نے بڑائی کو اس پر قائم رہنے کو اور اس میں منفرد ہونے کو پسند کیا جب کہ یہ اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں"۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"راقم اِس رسالہ نے ایک درویش کو دیکھا کہ وہ سخت گرمی کے موسم میں یہ آیتِ قرآنی پڑھ کر وَ اِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِیْنَ زنبور کو پکڑ لیتا تھا اور اُس کی نیش زنی سے بکلّی محفوظ رہتا تھا اور خود اِس راقم کے تجربہ میں بعض تاثیراتِ عجیبہ آیتِ قرآنی کی آچکی ہیں جن سے عجائباتِ قدرت حضرت باری جل شانہٗ معلوم ہوتے ہیں۔"

(سرمہ چشم آریہ۔ صفحہ ۲۰۔ مطبوعہ ۱۸۹۳ء)

اب یہ جو واقعہ ہے اس کو ہم نے خود بچپن میں تجربہ کر کے دیکھا ہے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے خاص طور پر مجھے یہ ترکیب بتائی تھی کہ اگر یہ آیت ﴿وَاِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِیْنَ﴾ پڑھ کر بھونڈ جن کے اندر ابھی ڈنک ہوتا ہے ان کو پکڑ لیا جائے تو وہ کاٹتے نہیں ہیں۔ اور بارہا مَیں نے ایسا کیا ہے۔ ایک دفعہ نہیں بہت مرتبہ۔ کس طرح ان بھونڈوں کو پکڑا اور انہوں نے کاٹا نہیں۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کی آیات کے کرشمے ہیں۔ یہ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمایا ہے بالکل اسی طرح حقیقت ہے۔

ایک الہام ہے ۲۱؍ اگست ۱۹۰۶ء کا:

(۱)...... "شب گزشتہ کو مَیں نے خواب میں دیکھا کہ اِس قدر زنبور ہیں (جن سے مراد کمینہ دشمن ہیں) کہ تمام سطح زمین اُن سے پُر ہے۔ اور ٹڈی دل سے زیادہ ان کی کثرت ہے۔ اِس قدر ہیں کہ زمین کو قریباً ڈھانک دیا ہے۔ اور تھوڑے ان میں سے پرواز بھی کر رہے ہیں جو نیش زنی کا ارادہ رکھتے ہیں مگر نامراد رہے۔ اور مَیں اپنے لڑکوں شریف اور بشیر کو کہتا ہوں کہ قرآن شریف کی یہ آیت پڑھو اور بدن پر پھونک لو۔ کچھ نقصان نہیں کریں گے۔ اور وہ آیت یہ ہے: ﴿وَاِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِیْنَ﴾۔ پھر بعد اس کے آنکھ کھل گئی۔

(۲)...... الہام ہوا: نُصِرْتَ بِالرُّعْبِ . وَقَالُوْا لَاتَ حِیْنَ مَنَاصٍ

(ترجمہ: رعب کے ساتھ تیری نصرت کی گئی۔ اور مخالفوں نے کہا: اب کوئی جائے پناہ نہیں۔)

(۳)...... قریباً نصف رات کے بعد الہام ہوا: صبر کر، خدا تیرے دشمن کو ہلاک کرے گا۔" (بدر۔ جلد ۲۔ نمبر ۳۴۔ بتاریخ ۲۳؍ اگست ۱۹۰۶ء۔ صفحہ ۲)

❀❀.......... ❀❀❀❀.......... ❀❀

> زندہ قوموں کی یہ علامت ہوا کرتی ہے کہ ان کے نوجوان اس کوشش میں لگے رہتے ہیں کہ وہ اپنے بڑوں کے قائم مقام بن جائیں۔ (حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کا اپنا تعلیمی ادارہ

Microsoft Certified Professional IT Training Centre

Ausbildung Weiterbildung zertifizierung & Tests

MIT IHK- ZERTIFIKAT

E-mail: Khalid@t-online.de

WWW.Professional-ittrainingcenter.de

Tel :00 (49) + 511 - 40 43 75

Fax:00 (49) + 511 - 48 18 735

MS PITTC GLOBALE TRADE SERVICE

EHRHARTSTR.4

3 0 4 5 5 HANNOVER - GERMANY

ٹی آئی احمدیہ سیکنڈری سکول ایسارچر (غانا) کے تحت سیمینار بعنوان "اسلام! امن پسند مذہب" کا انعقاد

(رپورٹ: فھیم احمد خادم)

۱۱؍ ستمبر ۲۰۰۱ء کے مشہور عام واقعہ دہشت گردی کے بعد دنیا بھر کی فضاء میں اسلام کے خلاف زہر بھرنے کی کوشش کی گئی اسلام کو دہشت گردی کا مذہب قرار دیا گیا۔ چند نام نہاد مسلمانوں کے منفی کردار کو اسلام کی طرف منسوب کیا گیا۔ اس دہشت گردی کو اسلامی جہاد کے لبادہ میں پیش کیا گیا۔ اسلام کے خلاف یہ سراسر جھوٹا پروپیگنڈا تھا۔ اسلام جیسا کہ نام سے ظاہر ہے امن کا قلعہ ہے یہ تو امن و آشتی کا پیامبر ہے۔ اسلام کا اصلی چہرہ تو بے حد حسین و جمیل ہے۔ اس حسین و جمیل چہرہ سے پردہ اٹھانے کے لئے ہم نے اپنے محدود پیمانہ پر، سکول کی سطح پر ایک سیمینار منعقد کرنے کا پروگرام بنایا جس کا عنوان تھا:

"اسلام! امن پسند مذہب"

۱۸؍ فروری کو دو بجے دوپہر سکول کے جملہ طلباء و اساتذہ، اسمبلی ہال میں اپنی نشستیں سنبھال چکے تھے۔ مکرم و محترم ہیڈ ماسٹر صاحب Mr.Dimbie Mumuni Issah صدرِ مجلس تھے جونہی آپ کرسی صدارت پر تشریف فرما ہوئے تو پروگرام کا آغاز کر دیا گیا۔ تلاوت قرآن مجید کے لئے ایک طالبہ عزیزہ سکرہ آدم Sikira Adam ڈائس پر تشریف لائیں۔ آپ نے بڑی خوش الحانی سے تلاوت پیش کی۔ بعد ازاں سکول کی دو طالبات Miss Fatima Obosu اور Miss Sakeena Odoom نے Songs of Praise پیش کئے یہ پاکیزہ نغمات، حمد باری تعالیٰ، ذکر الٰہی اور درود شریف پر مشتمل تھے۔ ان نغماتِ شیریں کے بعد ایسارچر سرکٹ کے مشنری مکرم عبد المجید محمد صاحب ڈائس پر تشریف لائے اور طلباء سے خطاب فرمایا۔ ان کی تقریر کا عنوان تھا: "اسلام! امن پسند مذہب (آنحضورؐ کی سیرت طیبہ کی روشنی میں) انہوں نے بڑے دلنشیں پیرائے میں اپنے عنوان پر روشنی ڈالی۔ آپ نے فرمایا: اسلام کے پیغمبر حضرت محمد ﷺ امن و آشتی کے داعی تھے۔ آپ نے ہمیشہ صلح اور امن کا پرچار کیا۔ زندگی بھر غیر مذاہب والوں کی عزت کرنے کا درس دیتے رہے۔ آپ نے عملاً زندگی بھر فراخ دلی کے ساتھ مذہبی رواداری کو اپنا زریں اصول ٹھہرایا دوسرے مذاہب کی عبادت گاہوں کو گرانے سے منع فرمایا اور مذہبی بزرگوں کو ہمیشہ عزت و تکریم دینے کی تلقین فرمائی۔

اس کے بعد مجلس سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہوا۔ طلباء نے کھل کر اسلام کے بارہ میں سوالات پوچھے۔ ان کی غلط فہمیوں کا بھرپور ازالہ کیا گیا۔ ان سوالات کے جوابات خاکسار، محترم ہیڈ ماسٹر صاحب اور محترم سرکٹ مشنری صاحب باری باری دیتے رہے۔

اس نشست کے بعد مکرم ہیڈ ماسٹر صاحب جو صدر مجلس بھی تھے نے "جہاد اور دہشت گردی" کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ آپ نے فرمایا: ان دونوں اصطلاحوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے اور آپس میں دور کا بھی تعلق نہیں۔ جہاد کے اصل معنے تو اللہ کی راہ میں کوشش کرنے کے ہیں۔ خواہ یہ کوشش اور سعی، عبادت، تبلیغ، مالی قربانی کی شکل میں ہو یا دشمن کے جارحانہ حملہ سے اپنے دفاع میں تلوار وغیرہ کے استعمال کی صورت میں۔ اسلام کی جنگیں تو سراسر دفاعی تھیں۔ اسلام تو مذہب کے نام پر ہرگز جبر اور زبردستی کی اجازت نہیں دیتا۔ پس اسلام کی طرف دہشت گردی یا اس کی پشت پناہی منسوب کرنا سراسر ظلم اور ناجائز مغربی پروپیگنڈا ہے۔

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے سیمینار بے حد کامیاب رہا۔ طلباء نے اس میں کھل کر دلچسپی کا اظہار کیا۔ مکرم صدر صاحب مجلس نے اپنی تقریر کے آخر میں مختصر طور پر صدارتی ریمارکس بھی دیئے۔ اختتامی دعا کے ساتھ یہ سیمینار اپنے اختتام کو پہنچا۔ خدا کے فضل سے یہ سیمینار دو گھنٹے پندرہ منٹ جاری رہا۔ اس میں اساتذہ اور طلباء سمیت کل شرکاء کی تعداد ۲۰۰ رہی۔

الفضل انٹرنیشنل میں

اشتہار دے کر

اپنی تجارت کو فروغ دیں۔

(مینیجر)

For any Business/Commercial Requirments

Complete Financial Packages Can Be Arranged

Contact

Iqbal Ahmad ,BA AIB MIAP

Former Bank Executive Vice President/General Manager UK

Mobile: 07957-260666

www.commloans.co.uk --- e-mail: comm.it@virgin.net

NACFB Member of the National Association of Commercial Finance Brokers

بقیہ: خطاب جلسہ سالانہ ناروے از صفحہ نمبر ۴

کا بچہ ہے۔ اس کی وجہ سے اب یہاں تک فکر پیدا ہو چکا ہے کہ قوم اب یہ سوچ رہی ہے کہ جو بچوں کی سزا کی عمر ہے اس کو اور نیچے کیا جائے۔ اور اُس عمر سے جس سے وہ فائدہ اٹھاتے رہے ہیں ان کو مزید فائدہ اٹھانے نہ دیا جائے ورنہ معاملہ ہمارے ہاتھ سے نکل جائے گا۔ یہ وہ خطرناک صورتیں ہیں جو ایک معاشرے کا عمومی حصہ بن گئی ہیں اور آزادی کے نام پر اور انفرادی آزادی کے قیام کی خاطر اس وقت دنیا کی اکثر سوسائٹیاں جرم کی پشت پناہی کر رہی ہیں۔ یعنی آزادیٔ ضمیر کے نام پر مجرم کو فائدہ پہنچ رہا ہے اور معصوم شہری سب سے زیادہ نقصان اٹھا رہا ہے۔

پس اس پہلو سے جماعت احمدیہ کا فرض ہے اور ناروے کی جماعت کو خصوصیت سے یہ تاکید کرتا ہوں کہ یہ جو فاصلے بیان کئے جاتے ہیں، یہ دیواریں حائل ہو جاتی ہیں۔ چونکہ ناروے میں زیادہ خطرہ ہے اس لئے اتنی ہی زیادہ شدت کے ساتھ ان دیواروں کو پھلانگ کر ان کے دلوں کو فتح کریں۔ اپنا صحیح تعارف ان کو پیش کریں۔ اور امر واقعہ یہ ہے کہ آپ کے لئے اس کے سوا کچھ نہیں کرنا کہ اپنے چہروں سے نقاب اٹھالیں۔ آپ کے گھر، آپ کے معاشرے کے اندر جو دلکش روایات قائم ہو چکی ہیں، جو ہمیں اپنے اندرونی معاملات میں اپنے نظم و ضبط میں دکھائی دیتی ہیں اور دل عش عش کر اٹھتا ہے کہ ایک بیرونی سوسائٹی میں بغیر کسی دباؤ کے اعلیٰ اخلاقی قدروں کو قائم رکھنے والی نئی نسل پیدا ہو رہی ہے۔ وہ اچھے کاموں کے لئے وقت خرچ کرتے ہیں اور وہی اُن کی جزا ہے۔

ناروے کے متعلق مَیں نے خصوصیت سے جماعت کی تعریف میں مختلف خطبات میں ذکر کیا اور سب سے زیادہ جو چیز میرے دل پر اثر انداز ہوئی وہ یہی تھی کہ کالج جانے والی اور سکول جانے والی بچیاں، کالج جانے والے اور سکول جانے والے لڑکے بجائے اس کے کہ وہ گلیوں میں پھریں اور ایک وقتی لذت کی تلاش میں دنیا کو لذتوں سے محروم کر دیں اور سوسائٹی کو مجروح کریں، وہ کوشش ہیں علمی خدمات کے لئے۔ وہ گھروں میں بیٹھتے ہیں یا مسجد میں اکھٹے ہوتے ہیں۔ اپنے خرچ پر آتے ہیں اور کام کر رہے ہیں۔ کسی اچھی کتاب کا ترجمہ ہو رہا ہے اور کسی اور مضمون پر، جس کی قوم کو ضرورت ہے، آپس میں مل کر تیاریاں کرتے ہیں، زبانیں سیکھتے اور زبانیں سکھاتے ہیں۔ مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے لئے پروگرام بناتے ہیں۔ اور اس کام میں وہ ایسی لذت محسوس کرتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ بچے ان میں شامل ہونے کے لئے درخواستیں کرتے ہیں۔ اب مَیں جب ناروے آیا ہوں، ابھی دو چار دن کی بات ہے کئی بچے مجھے کہتے ہیں ہمیں بھی کام دیں، ہم بھی شامل ہونا چاہتے ہیں۔ تو اگر نیکی کی لذت پیدا ہو جائے تو نئی نسلوں کی یہ سب سے عظیم حفاظت ہے۔ اور نیکی کی لذت پیدا کرنے کے لئے جن کو لذت کا تجربہ ہو وہی آگے اس سلسلے کو بڑھا سکتے ہیں۔ پس ناروے کے Youth، ناروے کی جوان نسلوں سے احمدی جوان نسلوں کا رابطہ لازم ہے۔ مگر اس شرط کے ساتھ کہ خوبیوں کے تبادلے ہوں اور بدیوں کی راہ میں دیوار حائل ہو جائے۔

یہ آج کی سائنس کی دنیا میں ایک سب سے اہم نقطہ ہے جس کے بغیر دنیا کا کوئی بھی نظام چاہے ٹیلیویژن کا نظام ہو یا ریڈیو کا اور کئی قسم کے بجلی سے چلنے والے آلے ہوں، کام نہیں کر سکتے۔ اور وہ نظام یہ ہے کہ جس قوت کو ایک طرف سے دوسری طرف پہنچانا ہو وہ پہنچے اور جس قوت کو نہ پہنچانا ہو اس کی راہ میں قطعی روک حائل کر دی جائے۔ یہ جس کو آپ Valve کہتے ہیں یہ وہی نظام ہے۔ یکطرفہ روک کا نظام قائم کرنا۔ جس رَو کو روکنا ہے وہ رُک جائے۔ جس کو نہیں روکنا وہ آگے بڑھ جائے۔ اور یہ نظام سب سے زیادہ پیچیدگی کے ساتھ اور حیرت انگیز لطافت کے ساتھ انسانی جسم میں کارفرما ہے۔ اس پر آپ غور کریں تو عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ اور اس کا ذکر مَیں خصوصیت سے اس لئے کر رہا ہوں کہ ناروے کی سوسائٹی میں ان باتوں کا علم لازم ہے کیونکہ ناروے کی سوسائٹی میں جو نوجوانوں میں دہریت پھیل رہی ہے ان کو خدا کی طرف لانے کے لئے نہ قرآن کا پیغام کام آئے گا نہ بائبل کا۔ کیونکہ نہ ان کو قرآن میں دلچسپی ہے نہ بائبل میں ہے۔ اگر کام آئے گا تو وہ مضمون جو خود ان کا مضمون ہے۔ اس رستے سے داخل ہوں جن رستوں کے لئے انہوں نے دروازے کھول رکھے ہیں۔

پس علمی جستجو کے ذریعے آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ خدا کی ہستی کے ثبوت کس کثرت کے ساتھ لامتناہی طور پر ہر انسان کے اپنے وجود میں کارفرما ہیں۔ اور وہی ثبوت ہیں جو انسان کے اندر کام کر رہے ہیں۔ وہ ثبوت تب بنیں گے اگر آپ انہیں غور کر کے باہر نکالیں۔ ورنہ خاموش اور گونگا گواہ تو کوئی بھی قیمت نہیں رکھتا۔ ہیں تو ثبوت لیکن جب وہ پیش ہوں گے تب وہ دلائل بنیں گے، تب وہ قوم کی حالت تبدیل کریں گے۔ اس کے بغیر تو بے کار ہیں۔ صرف ایک نفس انسانی کا مطالعہ اس غرض سے کہ دانشوروں کو بتایا جائے، سمجھایا جائے کہ تم کن چیزوں سے آنکھیں بند کئے بیٹھے ہو اور غور کر کے سوچ کے بتاؤ کیا اندھا ارتقاء از خود یہ باتیں پیدا کر سکتا ہے۔

ایک انسانی خون کے خلیے کی بات ہے۔ اس کی تفاصیل میں تو نہیں جا سکتا مگر اشارۃً آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ **ہمارے تمام سائنس کے طلباء جو ہیں ان کا فرض ہے کہ اپنے علم کو خدا کی خدمت میں تبدیل کریں اور ایسے** ڈائیلاگ (Dialogue) میں یہاں کی نوجوان نسلوں کو خدا کی ہستی کے ثبوت مہیا کریں جو ڈائیلاگ ان کی عقل اور فہم کے مطابق ہے، جسے وہ سمجھ سکتے ہیں۔ اگر نشان دہی کریں تو وہ ان کے دل پر اثر انداز ہو سکتا ہے۔ ہر جسم میں جو خون کا سرخ ذرّہ ہو یا دوسرا، خصوصیت سے مَیں سرخ ذرّے کی مثال رکھتا ہوں، ہر خون کا ذرّہ جو ہمارے خون کے پانی میں معلق ہے۔ یہ خیال کر لینا کہ بس صرف ذرّہ ہے، ذرا سا ہے بس، از خود کام چل رہا ہے، بڑی سخت نادانی ہے۔ بڑے گہرے مسائل وابستہ ہیں اس سے۔ ہر خون کا ذرّہ جو خون کے پانی میں یا مائع میں معلق ہے اگر اس کے اندر باہر کا پانی داخل ہو جائے تو وہ ذرّہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ اور لازم ہے کہ کچھ چیزیں باہر سے ضرور اندر بھیجی جائیں اور اکثر چیزیں روک دی جائیں۔ یہ بڑا مسئلہ ہے۔ کوئی دنیا کا سائنسدان جو اس مسئلے کو سمجھتا ہے وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ ارتقاء سے یہ آہستہ آہستہ پیدا ہوا۔ کیونکہ ایک مکمل نظام ہے، زندگی چل ہی نہیں سکتی جب تک یہ نظام پہلے قائم نہ ہو۔ اور وہ نظام یہ ہے کہ ہر زندگی کا خلیہ جسے ہم ریڈ سیل (Red Cell) کہتے ہیں ریڈ بلڈ کارپسل (Red Blood corpuscle)، اس کے اردگرد ایک دوہری تہ ہے جو اس کی حفاظت کے لئے قائم کی گئی ہے اور وہ دوہری تہ ایسی ہے جس کے نتیجہ میں آسموٹک پریشر (Osmotic Pressure) ناکام ہو جاتا ہے۔ اور باہر کا پتلا پانی اس سیل کے اندر کے گاڑھے مواد میں داخل نہیں ہو سکتا۔ پوری طرح محفوظ ہو جاتا ہے اور ایک ذرّہ بھی پانی کا حفاظتی پردے (Lipids) کے دوہرے خول کی وجہ سے اس میں داخل نہیں ہو سکتا۔ قدرت نے اسے اتنا محفوظ بنایا ہے۔ لیکن اندر لازم ہے کوئی چیز داخل ہو ورنہ وہ خون کا ذرّہ زندہ کیسے رہے گا۔ اس کو توانائی کی ضرورت ہے، اس کو شوگر کی، میٹھے کی ضرورت ہے۔ اس کو اس انسولین کی ضرورت ہے جو میٹھے کو توڑے گی اور طاقت میں تبدیل کرے گی۔ اسے آکسیجن کی ضرورت ہے۔ اسے پوٹاشیم کی ضرورت ہے۔ یہ ساری چیزیں کیسے اس میں داخل کی جائیں گی۔ اب دیکھیں کائنات میں یہ جو خدا تعالیٰ نے ایک ذرّے کی حفاظت کا اور اس حفاظتی پردے (Lipid) کے باوجود ضرورت کی چیزوں کو وہاں تک پہنچانے کا انتظام فرما رکھا ہے، عقل انسانی دنگ رہ جاتی ہے۔ صرف ایک ذرّے کی بات کر رہا ہوں اور اس کی صرف چند باتیں کر رہا ہوں، ورنہ اس کے راز تو بے شمار ہیں۔ نظام خدا تعالیٰ نے یہ بنایا ہے کہ ہر ذرّے کے اردگرد جو لپٹا ہوا دوہرا غلاف (Lipid) ہے اُس کے اندر ایک ایسی پروٹین پرودی ہے جو بارہ بارہ کی دو Segments میں بنی ہوئی ہے اور یوں گھومتی ہے جیسے ایک سپرنگ کی شکل ہوتی ہے۔ دونوں طرف یوں گھوم رہی ہے۔ اندر کے پردے سے بھی ملی ہوئی ہے باہر کے پردے سے بھی ملی ہوئی ہے۔ اس کا ایک حصہ وہ ہے جو پانی کے لحاظ سے Impervious ہے۔ وہ اجازت نہیں دیتا جانے کی۔ ایک حصہ وہ ہے جو پانی کو کھینچتا ہے۔ اور جو کھینچتا ہے اس کے سوراخ ایسے ہیں کہ ان میں جب وہ باہر کی طرف رخ پلٹتا ہے تو فوری طور پر شوگر اور انسولین اور آکسیجن وغیرہ کے داخل ہونے کا راستہ بنتا ہے۔ اور جب وہ اندر پہنچتا ہے تو وہ رُخ پلٹتا ہے اور اندر خلیے کو Deliver کرتا ہے۔ اور وہ حصہ جو پانی کو روکنے والا ہے وہ باہر کا رخ اختیار کر جاتا ہے اور اس طرح الٹنے پلٹنے میں، یہ جو تفصیل مَیں آپ کو زبانی بتا رہا ہوں ٹیکنیکل نقطۂ نگاہ سے ممکن ہے خام ہو مگر نتیجہ وہی ہے جو مَیں آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں، ایک سیکنڈ میں یہ عمل اتنی دفعہ ہوتا ہے کہ تقریباً ایک لاکھ ذرّے شوگر کے خون کے خلیے میں پہنچ جاتے ہیں اور اس کی Waste Product کو باہر نکالنے کا انتظام ہے۔ سوڈیم جتنا چاہئے اس کے لئے اتنے بڑے سوراخ رکھے ہوئے ہیں کہ سوڈیم وہاں سے داخل ہو سکے۔ اس کی رفتار کیا ہونی چاہئے۔ اس کو کنٹرول کیا گیا ہے اور پوٹیشیم کی جتنی مقدار چاہئے اس کے سوراخ موجود ہیں۔ زائد ہو تو اس کو باہر نکالنے کا نظام موجود ہے۔ یہاں تک کہ سیل (Cell) کے اندر جتنا سوڈیم اور پوٹیشیم ہونا چاہئے وہ سیل کے باہر سے بالکل مختلف ہے۔ اندر اگر پوٹیشیم کی زیادہ ضرورت ہے تو باہر سوڈیم کی زیادہ ضرورت ہے۔ اور یہ جو نسبت ہے اور یہ جو تبادلے کا نظام ہے اس نسبت کو سو فیصدی قائم رکھتا ہے۔ کبھی اس میں تبدیلی نہیں آنے دیتا۔ اگر تبدیلی آئے گی تو ایسے مریض خون کے کینسر کے مریض ہو جائیں گے۔ ان کا دفاعی نظام ناکارہ ہو جائے گا۔ تو قانون قدرت نے ایسے باریک شواہد خدا کی ہستی کے ہمارے سامنے رکھے ہیں جو ہماری اور نارویجین اور دوسری ترقی یافتہ یورپین قوموں کے درمیان قدر مشترک کے طور پر ہیں۔ یہ وہ زبان ہے جو ہم بھی جانتے ہیں اور یہ وہ زبان ہے جو یہ سمجھتے ہیں۔ لیکن ان کے سائنس دان، ان کے پڑھانے والے، آنکھیں بند کر کے ان باتوں سے گزر جاتے ہیں اور کبھی وہ نتیجہ نہیں نکالتے جو خدا کی طرف اشارہ کرنے والا ہو۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کام تھا اور امام کے طور پر آپ نے وہ جماعت پیدا کی جو خدا کی طرف انگلیاں اٹھا رہی ہے اور قانون قدرت کے شواہد کے حوالے سے اٹھا رہی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ۔

کیا عجب تُو نے ہر اک ذرّہ میں رکھے ہیں خواص
کون پڑھ سکتا ہے سارا دفتر اِن اسرار کا
چشم مستِ ہر حسیں ہر دم دکھاتی ہے تجھے
ہاتھ ہے تیری طرف ہر گیسوئے خمدار کا
اے خدا! تو نے ذرات میں کیسے خواص رکھ

TOWNHEAD PHARMACY

FOR ALL YOUR

PHARMAECUTICALS NEEDS

☆......☆......☆

31 Townhead Kirkintilloch

Glasgow G66 1NG

Tel: 0141-211-8257

Fax: 0141-211-8258

دئے ہیں۔ ایسے حیرت انگیز ہیں کہ کوئی دنیا میں ایسا نہیں کہ ہر ذرے میں جو خواص ہیں ان کا دفتر پڑھ سکے اور یہی حقیقت ہے جو آج سائنسدان دنیا کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔ کہتے ہیں کہ چھوٹے سے چھوٹے ذرے میں ایسے اسرار ہیں کہ جب ہم نے مطالعہ شروع کیا تو ہم سمجھتے تھے ہم نے اس ذرے پر فتح حاصل کر لی، اس کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ لیکن جب مطالعہ کیا تو اس کے پس پردہ اور مطالعے کا جہان دکھائی دیا۔ ایسی سرزمین نظر آئی جس میں ابھی تک ہم نے قدم نہیں رکھا تھا۔ اور جب وہاں قدم ڈالے اور گھومے اور پھرے اور گویا اس نئی سرزمین کے اوپر بھی فتح یاب ہو گئے تو اس کے پرے اور جہان کھلتے ہوئے دکھائی دئے۔ یہ سلسلہ ختم ہی نہیں ہو رہا۔ نیچے کی طرف حرکت کریں تو وہاں بھی ختم نہیں ہو رہا۔ اوپر کی طرف حرکت کریں تو وہاں بھی ختم نہیں ہو رہا۔ پہلے سورج کی عظمت کے قائل ہوئے، پھر نظام شمسی کو بہت عظیم سمجھا، پھر ستاروں کے نظام کو اپنی Galaxy کو سمجھا کہ سب کچھ یہی ہے۔ پھر اور گیلکسیاں (Galaxies) دریافت ہوئیں۔ پھر گیلکسیوں سے پرے بھی کچھ چیزیں دریافت ہونے لگیں۔ تو جہاں تک بیرونی سفر کا تعلق ہے، لامتناہی ہے۔ یہ سفر اتنا وسیع ہو چکا ہے کہ اگر شعاع یعنی روشنی کے کندھے پر سوار ہو کر ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل فی سیکنڈ کی رفتار سے آپ سفر کریں تو آپ کو اس کائنات کے کناروں تک پہنچنے کے لئے بیس ارب سال چاہئیں۔ اور آج جو سائنس دان کہہ رہا ہے ہمیں علم ہو رہا ہے وہ صرف اتنا کہہ رہا ہے کہ آج سے بیس ارب سال پہلے جو شعاع چلی تھی وہ آج یہاں پہنچی ہے۔ اس عرصے میں وہاں کیا ہو چکا ہے ہم نہیں جانتے۔ ایسی وسعتیں ہیں خدا کی کائنات میں اور ایسا اندرونی نظام ہے کہ وسعتوں پر نظر رکھیں تو بھی لامتناہی۔ ذرّوں کی خبر کریں تو ہر چھوٹے سے چھوٹا ذرہ جو ان کے علم کے دائرے میں نظر آنے لگا اس پر غور کیا تو اس کے پیچھے ایک اور ذرہ نکل آیا، اس سے پرے ایک اور ذرّہ بھی نکل آیا۔ اور اب ذرّوں کی ماہیت کو سمجھنے کے لحاظ سے عملاً مخبوط الحواس ہو چکے ہیں۔ کہتے ہیں اس کے متعلق کیا کریں۔ Boson جو ہے اس کی صفات کیا ہیں۔ اب ہم حساب کی رو سے تو پتہ کر سکتے ہیں مگر اس وقت ہمارے پاس طاقت نہیں کہ کسی آلہ کے ذریعے اس کا جائزہ لے سکیں۔

تو یہاں کی دنیا، ناروے کی دنیا، علمی دنیا ہے اور **مذہب اور علم متصادم نہیں ہیں بلکہ مذہب اور علم دونوں ایک دوسرے کے ساتھ چلتے ہیں۔** دو ٹانگوں کی طرح ہیں، دو بازوؤں کی طرح ہیں۔ یہی وہ حقیقت ہے جو آپ نے ان کے سامنے پیش کرنی ہے۔ اگر اس طرح پیش کریں یعنی خدا کی طرف بلائیں اور گہری حقیقتوں کی طرف بلائیں۔ اپنے گرد و پیش کا شعور بیدار کرنے کی طرف توجہ کریں تو یہ مطالعہ خود اتنا لذت والا ہے کہ اس کے بعد یہ جو دنیا کی لذتیں، ناچ گانا، پاپ میوزک، ڈرگ وغیرہ ہیں ان کی قیمت ہی کوئی نہیں رہتی۔ دنیا کے چوٹی کے سائنس دان وہ ہیں جو اپنے کردار کے لحاظ سے بے حد معزز ہیں۔ ان کو کوئی بھی دلچسپی اس بات میں نہیں کہ دنیا کیسے ناچ رہی ہے اور کیسے گا رہی ہے۔ ان میں تو ایسے بھی ہیں جن کو کھانے کی بھی ہوش نہیں رہتی۔ نیوٹن اپنے متعلق لکھتا ہے کہ کوئی بھی ایسا دن نہیں آیا جبکہ رات کے بارہ بجے کا گھنٹہ مجھے اپنی لیبارٹری میں نہ سنائی دیا ہو۔ بارہ بجے کا گھنٹہ ہمیشہ اُس نے اپنی لیبارٹری میں سنا ہے۔ کس بات نے باندھ رکھا اس کو اس لیبارٹری سے؟ صرف علم نے۔ علم اپنی ذات میں ایک جزا ہے اور حیرت انگیز جزا ہے۔ تو ہم یہ تو نہیں کہتے کہ اس سوسائٹی کو آپ کہیں کہ تم بور ہو جاؤ، تم ہر قسم کی لذتوں کی پیروی چھوڑ دو اور مولوی بن کے ایک جگہ بیٹھ جاؤ۔ اگر آپ کہیں گے بھی تو آپ کو مولوی بنا کے ایک طرف کر دیں گے اور کبھی آپ کی بات کی طرف توجہ نہیں دیں گے۔ **ان کو اعلیٰ اقدار دیں۔ وہ اقدار جو ان کو از خود دنیا کی ادنیٰ لذتوں سے بے اعتناء کر دیں، مستغنی کر دیں، کوئی دلچسپی باقی نہ چھوڑیں۔ اور یہ اعلیٰ اقدار نیکی کے ساتھ وابستہ ہیں، خدمت خلق، بنی نوع انسان کی سچی ہمدردی، ضرورت مند کی ضرورت پورا کرنا، غریبوں کی حاجت روائی، یہ امور ایک دائرے سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس میں بھی آگے بڑھیں اور ان کو ساتھ شامل کریں اور ان کے ساتھ شامل ہوں۔** ان میں بڑے بڑے ایسے ادارے ہیں جو ہر وقت خدمت میں لگے رہتے ہیں اور علم کا ذوق جو سچا علم ہے جس کو قرآن کریم "اُولُوالْاَلْبَاب" کا علم کہتا ہے وہ خدا پر ایمان لانے والے جو خدا کی کائنات کے مطالعہ کے وقت کبھی بھی خدا کو اس سے علیحدہ نہیں کر سکتے، اس کے راز پڑھتے ہیں۔ تو ان کا ذہن خدا کی طرف منتقل ہوتا ہے۔ راتوں کو جب علم کی باتیں سوچتے ہوئے سوتے ہیں تو بے قرار ہو کر ان کے پہلو بستر سے اٹھ جاتے ہیں اور خدا کو یاد کرتے ہوئے اٹھتے ہیں۔ اور کہتے ہیں اے خدا! تُو نے یہ چیزیں باطل پیدا نہیں کیں۔ حیرت انگیز حکمت اور فلسفہ ہے جو ان سب چیزوں میں ایسا رچا ہوا ہے جیسے فضا کے اندر مختلف قسم کے اثرات رچ بس جاتے ہیں، اس کا جزو بن جاتے ہیں۔ ان کو الگ نہیں کیا جا سکتا۔ اسی طرح کائنات میں اور کائنات کے نظام میں اللہ تعالیٰ کی ہستی کی یادیں ہیں جو بسی ہوئی ہیں۔

اس ملک میں تو حسن بھی بہت ہے۔ قدرت نے ایسا اس ملک کو حسن سے نوازا ہے کہ دنیا میں شاذ ہی اس قسم کی کوئی مثال ہو۔ ورنہ یہ کہنا مبالغہ نہیں ہو گا کہ شاید دنیا میں ناروے جیسے حسن کی کوئی مثال نہ ہو۔ جس طرح مسلسل سینکڑوں میل تک، ہزار میل سے زائد اس سفر کے دوران ایک جگہ ایسی دکھائی نہیں دیتی جسے آپ بدصورت کہہ سکیں۔ ایک ایسا سپاٹ (Spot) نہیں ملتا جسے آپ سمجھیں کہ اسے یہاں سے Remove کر دیا جائے تو خوبصورتی میں اضافہ ہو گا۔ ہم نے جو مسلسل سفر نارتھ کیپ (North Cape) کی طرف کیا تھا میں اپنے بچوں کو یہ چیلنج دے کر ساتھ بٹھا کر چلا تھا کہ کہیں تمہیں کوئی بدصورت چیز دکھائی دے تو مجھے ضرور بتانا۔ اور بلا مبالغہ مسلسل چھ سو میل، جو آہستہ سفر تھا، وہ جاگتے رہے۔ کوئی چودہ گھنٹے کا سفر۔ ایک منٹ کے لئے نہیں سوئے۔ کیونکہ ناروے نے سونے نہیں دیا۔ ہر موڑ پر قدرت کا حسن، ایسا حسن کہ وہ پاگل کر دینے والا حسن۔ لیکن خدا کی محبت میں پاگل کرنے والا۔ اگر آپ اس نظر سے دیکھیں جس طرح قرآن کریم نے ذکر فرمایا ہے کہ "اُولُوالْاَلْبَاب" جب قانون قدرت کو دیکھتے ہیں تو بے اختیار کہہ اٹھتے ہیں ضرور اس کا کوئی بنانے والا ہے۔ از خود یہ حُسن، یہ توازن پیدا نہیں ہو سکتا۔ اسی ملک کے حوالے سے آپ ان سے رابطے پیدا کریں۔ یہ وہ رابطے ہیں جو کبھی آپ کے خلاف کوئی ردّ عمل پیدا نہیں کریں گے۔ جتنا آپ اپنا یہ تعارف ان قوموں سے کرائیں گے اتنا ہی یہ آپ کی عاشق ہوتی چلی جائیں گی۔

اور حسن کے ساتھ عشق ایک لازمی بات ہے۔ اس میں کوئی دنیا کا قانون حائل نہیں ہو سکتا۔ اس ملک میں آپ حسین بن کر ابھریں اور اپنے حُسن کے جادو سے ان کے دل فتح کریں۔ یہی خلاصہ کلام ہے۔ آخر پر جس پر میں اس خطاب کو ختم کرنا چاہتا ہوں مگر ایک شکوے کے ساتھ۔ آپ کی تعریفیں بھی بہت کی ہیں لیکن خوگر حمد سے تھوڑا سا گلہ بھی سن لیں۔ میری زبان سے بہت تعریفیں مزے لے لے کر سنی ہیں خطبوں میں بھی، بیانات میں بھی اور ٹیلیویژن پر بھی۔ لیکن یہ بھی تو سنیں کہ ہر دفعہ جب میں آتا ہوں اور آپ کو اتنا ہی دیکھتا ہوں تو میری آنکھیں دُکھنے لگتی ہیں۔ اتنا ہی حال تھا جو چار سال پہلے تھا۔ اتنا ہی حال تھا جو آٹھ سال پہلے تھا۔ جب بھی میں آتا ہوں اتنے ہی چہرے، وہی چہرے جن سب سے میں مانوس ہوں دکھائی دیتے ہیں۔ کچھ چھوٹے تھے بڑے ہو گئے لیکن تعداد میں اضافہ نہیں ہوا۔ یہ حسن ہے جس سے آپ نے اس ملک کو فتح کرنا ہے؟ یہ تو کہاں چھپا کے رکھا ہوا ہے۔ حُسن تو ایک قانون ہے غالب قانون ہے جو لازماً فتح یاب ہوتا ہے۔ پس یہ قانون جھوٹا نہیں۔ آپ کے حُسن میں کوئی نقص ہے۔ آپ اپنی چار دیواری کے پردے میں جو چاہیں کرتے پھریں، جب تک اپنے حسن کو گلیوں میں نہ اچھالیں، جہاں بدصورتی خوب کھل کھیل رہی ہے جب تک آپ اپنے حسن سے بدیوں کو فتح نہیں کرتے، اس وقت تک آپ کو معاشرے میں کوئی نفوذ حاصل نہیں ہو سکتا۔ اور حسن سے جو فتح ہوتے ہیں انہوں نے لازماً آپ کے ساتھ ملنا ہی ملنا ہے۔ یہ کوئی ٹیریٹوریل وار (Teritorial War) تو نہیں ہے جس سے یہ خطرہ ہو کہ آپ نے ان کی زمینیں فتح کر لی ہیں۔ حسن تو محبت کے ذریعے، پیار کے ذریعہ، دلوں کو جیتتا ہے اور جیتے ہوئے دل از خود اپنے شوق سے ملتے چلے جاتے ہیں اور کوئی ان کو روک نہیں سکتا۔

تو اس پہلو سے آپ اپنے کردار کا مطالعہ کریں اور آپ کی جماعت کو سر جوڑ کر بیٹھنا چاہئے اور سوچنا چاہئے کہ کب تک آپ میرے ساتھ یہ سلوک کریں گے کہ ہمیشہ جب میں آؤں اس امید کو لے کر آؤں کہ جماعت کو نشوونما پاتا دیکھوں گا۔ اور وہی حال پورا آ رہا ہے جو پہلے پورا آ رہا تھا اور شاید اس سے زیادہ خالی ہو۔ تو آپ اندازہ کریں کہ اس سے مجھے کیسی تکلیف پہنچتی ہو گی۔ **میرے دل میں اللہ تعالیٰ نے جماعت کی محبت ماں سے زیادہ بڑھ کر پیدا کی ہے۔ ایسا عشق ڈال دیا ہے کہ بعض دفعہ میں حیران ہو جاتا ہوں کہ کیسے میرے دل میں طاقت ہے کہ اپنی محبت کو برداشت کر جاؤں۔** اور وہی حال میرا ہے جیسے ایک ماں اپنے بچے کو دیکھے کہ دو سال پہلے کے جو کپڑے تھے اب بھی اُسے وہی پورے آ رہے ہیں۔ چار سال پہلے کے جو کپڑے تھے اب بھی وہی پورے آتے ہیں۔ میں تو ہومیوپیتھی کرتا ہوں، مجھے پتہ ہے کہ ماؤں کے کرب کا کیا حال ہوتا ہے۔ بعض روتی بلکتی ہیں، خدا کے لئے میرے بچے کا کچھ کریں۔ اتنے کا اتنا ہے جو دو سال پہلے میں نے دیکھا تھا اس سے بڑھ ہی نہیں رہا۔ اور یہ غم ان کو کھائے جاتا ہے۔ اس وقت میں سوچتا ہوں اس ماں کو کیا پتہ کہ اس سے زیادہ میں اس جذبے کو سمجھ رہا ہوں، اس سے زیادہ میں تکلیف اٹھاتا ہوں جب بعض جماعتوں کو مٹھی کی طرح بند دیکھتا ہوں اور ان میں آگے بڑھنے کی نشوونما کی طاقت دکھائی نہیں دے رہی ہوتی۔ اسی طرح ہیں جیسے Stinted Growth کے نتیجے میں بونے رہ جاتے ہیں۔ بونوں کے اندر بھی خوبیاں تو ہوتی ہیں، ضرور ہوتی ہوں گی۔ آپ میں بھی ہیں جن کا میں اعتراف کرتا ہوں مگر نشوونما کی فکر کریں۔ کب تک اس

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 020 - 8553 3611

ملک میں ایک چھوٹے سے بونے کی صورت میں زندہ رہیں گے۔ آپ کا قد بڑھے گا تو یاد رکھیں اس ملک کا قد بڑھے گا۔ کیونکہ اس ملک کو اخلاق **طاقتوں کی ضرورت ہے جس کے بغیر اس ملک کی مزید اعلیٰ نشوونما ممکن** نہیں ہے۔ بہت سی خوبیاں خدا نے ان کو عطا فرمائیں مگر ان کے اخلاق کو جو نئی نسلوں کی طرف سے خطرہ لاحق ہو رہا ہے اسے روکنے کے لئے، اس خطرے کو بجائے نشوونما رکنے کے ایسی خوبیوں میں تبدیل کرنا ہمارا فرض ہے جس سے ان کی روحانی، اخلاقی، علمی اور اقتصادی نشوونما بڑی تیزی سے آگے بڑھنے لگے۔ ایک بونے کا کیا کام ہے، کیا مجال ہے کہ وہ ہاتھی کی فکر کرے۔ یہ تو آپ کے مقابل پر ایک ہاتھی سے بھی بہت زیادہ ہیں۔ ایک زندگی کا پہاڑ ہیں۔ اگر آپ زندگی کی مثال دینا چاہتے ہیں تو ایک Molehill ہیں آپ۔ جیسے بعض زمین کھودنے والے جانور Moles بناتے ہیں۔ چھوٹی سی Molehill ناروے کے عظیم پہاڑوں کے پاس کہیں نیچے پڑی ہو اور باتیں یہ کرے کہ میں اس پہاڑ کی تقدیر بدل دوں گی۔ کوئی کہے کہ ٹھیک ہے ہو جایا کرتا ہے۔ چھوٹی چھوٹی چیزیں بھی بڑی چیزوں پر اپنی قوت حسن سے غالب آجایا کرتی ہیں۔ لیکن ہر سال وہ Molehill اتنی ہی رہے۔ اس پہاڑ اور اس کے توازن میں کوئی بھی فرق نہ پڑے۔ پھر اگر وہ Molehill ہر دفعہ یہی کہے تو اس کو آپ کہیں گے ایک پاگل اور دیوانے کی بڑ ہے، اس سے زیادہ کوئی نہیں۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے بھی اس سے بھی ادنیٰ یا کمزور حالت سے اپنے سفر کا آغاز فرمایا تھا لیکن آپ کی وفات نہیں ہوئی جب تک سارے عرب کو آپ نے اس اسلام کے پہاڑ میں تبدیل نہیں کر دیا جو پیغام لے کر آپؐ اٹھے تھے۔ یہ روحانی قوتیں ہیں، یہ اخلاقی قوتیں ہیں، ان میں تلوار کا کوئی دخل نہیں ہے۔ پس اپنی فکر کریں، غور کریں اور آپ میں سے ہر ایک کو اپنی فکر کرنی چاہئے کہ وہ کیوں بانجھ ہو گیا ہے، کیوں بڑھ نہیں رہا۔

کچھ بدرسمیں آپ کو روایتاً ملی ہیں جن کا کل بھی میں نے مشاہدہ کیا۔ ایسی جگہ ٹکریں مارتے ہیں جہاں لوگ یہ ارادے کئے بیٹھے ہیں کہ ہم نے بات نہیں ماننی اور ہر روز نئے عذر تراشتے ہیں اور ہر روز ہمارا مبلغ، جو مبلغ سمجھتا ہے اپنے آپ کو، وہ ان ہی کے ساتھ جا کر ٹکرانے کے لئے اپنا وقت ضائع کر دیتا ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ میں بڑی خدمت کر رہا ہوں۔ دس دس سال ہو گئے ان کی رپورٹیں پڑھتے ہوئے، کوئی احمدی نہیں بنا سکے۔ یہ تو کوئی تبلیغ نہیں۔ **تبلیغ محض کج بحثیوں کا نام** نہیں ہے۔ کج بحثوں کو پہچان نہیں سکتے آپ؟ دو باتوں میں پتہ لگ جاتا ہے۔ ہدایت کا متلاشی ہے یا بحث کرنے کے لئے اس نے بعض چٹکلے بنا رکھے ہیں۔ ان کو نظر انداز کریں۔ ناروے کی سوسائٹی صالح لوگوں سے بھری پڑی ہے۔ بہت اعلیٰ درجے کے اخلاق کے مالک لوگ یہاں موجود ہیں۔ ان کا پہلا حق ہے، ان کی طرف متوجہ ہوں۔ **محبت کے ذریعے، اخلاق حسنہ کے ذریعے، اور اپنے حسن کے غالب جلوے کے ذریعے ان کے دل جیتیں۔** اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو اور دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس بیماری سے نجات بخشے۔ آیئے اب دعا میں شامل ہو جائیں۔

(آخر پر حضور پر نور نے دعا کروائی)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کا
عشق قرآن کریم

(احمد طاہر مرزا)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قرآن کریم سے بے پناہ محبت تھی۔ آپ کے خاندان میں آپ سے اوپر گیارھویں پشت تک حفاظ قرآن کریم کا سلسلہ چلا جاتا ہے۔ خود آپ کی والدہ ماجدہ اور والد صاحب کو قرآن کریم سے انتہا درجہ محبت تھی۔ آپؓ فرماتے ہیں:

"جب ہماری سب سے بڑی بہن کی شادی ہوئی تو ہمارے باپ نے جہیز میں سب سے اوپر قرآن شریف رکھ دیا اور کہا کہ ہماری طرف سے یہی ہے۔ اس قرآن شریف کا کاغذ حریری باریک، بڑی محنت اور صرف زر سے میسر ہوا۔ جلال پور جٹاں (گجرات) کے مولوی نور احمد صاحب نے سو روپیہ میں صرف لکھ کر دیا۔ جدول، رول، آیتیں بنانا، رنگ بھرنا، سونے کا پانی پھیرنا وغیرہ علاوہ"۔ (مرقاۃ الیقین صفحہ ۱۹۳)

آپ اپنی والدہ ماجدہ کے بارہ میں فرماتے ہیں:

"میری ماں اچھی پڑھی ہوئی اور قرآن شریف کو خوب سمجھتی تھیں"۔

"میری ماں کو قرآن کریم پڑھانے کا بڑا ہی اتفاق ہوتا تھا۔ انہوں نے تیرہ برس کی عمر سے قرآن شریف پڑھانا شروع کیا تھا۔ چنانچہ یہ اُن کا اثر ہے کہ سب بھائیوں کو قرآن شریف سے بہت ہی شوق رہا ہے"۔

"ابتدا میں میں نے اپنی ماں کی گود میں قرآن شریف پڑھا ہے اور انہیں سے پنجابی زبان میں فقہ کی کتابیں پڑھیں اور سنیں۔ اور کچھ حصہ قرآن شریف کا والد صاحب سے بھی پڑھا"۔

آپ فرماتے ہیں:

"میں نے دنیا کی بہت سی کتابیں پڑھی ہیں اور بہت ہی پڑھی ہیں مگر ایسی کتاب دنیا کی دلربا، راحت بخش، لذت دینے والی، جس کا نتیجہ دکھ نہ ہو، نہیں دیکھی۔ جس کو بار بار پڑھتے ہوئے، مطالعہ کرتے ہوئے اور اس پر فکر کرنے سے جی نہ اکتائے۔ طبیعت نہ بھر جائے یا بدخود دل اکتا جائے۔ پھر میں تم کو یقین دلاتا ہوں کہ میری عمر، میری مطالعہ پسند طبیعت، کتابوں کا شوق، اس امر کو ایک بصیرت اور کافی تجربہ کی بنا پر کہنے کے لئے جرأت دلاتے ہیں کہ ہرگز ہرگز کوئی کتاب ایسی موجود نہیں ہے۔ اگر ہے تو وہ ایک ہی کتاب ہے۔ وہ کونسی کتاب ﴿ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْہِ﴾......... میں سچ کہتا ہوں کہ قرآن شریف کے سوا کوئی ایسی کتاب نہیں ہے کہ اس کو جتنی بار پڑھو، جس قدر پڑھو اور جتنا اس پر غور کرو اسی قدر لطف اور راحت بڑھتی جاوے گی۔ طبیعت اکتانے کی بجائے چاہے گی کہ اور وقت اس پر صرف کرو۔ عمل کرنے کے لئے کم از کم جوش پیدا ہوتا ہے اور دل میں ایمان یقین اور عرفان کی لہریں اٹھتی ہیں"۔ (حقائق الفرقان جلد ۱ صفحہ ۳۳)

پھر فرماتے ہیں:

"قرآن شریف میری غذا اور میری تسلی اور اطمینان کا سچا ذریعہ ہے۔ اور میں جب تک ہر روز اس کو کئی رنگ میں پڑھ نہیں لیتا مجھے آرام اور چین نہیں آتا۔ بچپن ہی سے میری طبیعت خدا نے قرآن شریف پر تدبر کرنے والی رکھی ہے۔ اور میں ہمیشہ دیر دیر تک قرآن شریف کے عجائبات اور بلند پروازیوں پر غور کیا کرتا ہوں"۔

(حقائق الفرقان جلد ۴ صفحہ ۸۳)

"یاد رکھو، انسان خدا کے حضور نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ کوئی اس پر خدا کی آیتیں تلاوت کرنے والا اور پھر مزکّی کرنے والا اور پھر علم اور عمل کی قوت دینے والا نہ ہو۔ تلاوت تب مفید ہو سکتی ہے کہ علم ہو۔ اور علم تب مفید ہو سکتا ہے جب عمل ہو اور عمل تزکیہ سے پیدا ہوتا ہے۔ اور علم معلّم سے ملتا ہے"۔ (خطبات نور جلد ۱ خطبہ نمبر ۱۰ صفحہ ۴۸)

درس قرآن میں فرمایا:

"قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے اور تلاوت کی اصل غرض عمل ہے۔ اور یہ غرض پوری نہیں ہو سکتی جب تک انسان قرآن مجید کے مطالب اور مفہوم سے آگاہی حاصل نہ کرے اور یہ آگاہی قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے"۔

آپؓ نے فرمایا:

"میں اس بات کا گواہ ہوں کہ میں نے ساری بائبل کو دیکھا ہے اور تین (سام، یجر، رگ) ویدوں کو خوب سنا ہے۔ پھر دساتیر کو بہت خوب سے پڑھا ہے۔ اور برہموں کی کتابوں کو دیکھا ہی کتابیں میرے نزدیک رسول اللہ ﷺ سے پہلے کی ہیں۔ ان سب میں کوئی ایسی صداقت نہیں جو قرآن مجید میں نہ ہو اور پھر اتم نہ ہو"۔

آپؓ فرماتے ہیں:

"جوں جوں زمانہ نئے علوم دریافت کرتا ہے وہ اپنے حالات، اپنی اصطلاحات کو بدلتا جاتا ہے۔ لیکن خدا کے کلام میں اس قسم کی کمزوری نہیں ہوتی۔ بلکہ جوں جوں سائنس ترقی کرتی ہے اس کی صداقت ظاہر ہوتی ہے"۔

(حقائق الفرقان جلد ۳ صفحہ ۲۱)

"میرا یہ یقین ہے کہ جس جس قدر سائنس اور دوسرے علوم ترقی کرتے جائیں گے اسی قدر اسلام کے عجائبات اور قرآن شریف کے حقائق اور معارف زیادہ روشن اور درخشاں ہوں گے اور خدا کی تسبیح ہوگی"۔ (حقائق الفرقان جلد ۳ صفحہ ۸۳)

"میں نے بہت سی کتابیں پڑھی ہیں اور خوب سمجھ کر پڑھی ہیں۔ مجھے قرآن کے برابر پیاری کوئی کتاب نہیں ملی۔ اس سے بڑھ کر کوئی کتاب پسند نہیں۔ قرآن کافی کتاب ہے۔ ﴿اَوَلَمْ یَکْفِھِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا﴾ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور آتے ہیں اور آتے رہیں گے۔ میں نے اپنے زمانہ میں میرزا غلام احمد صاحب کو دیکھا، سچا پایا اور بہت ہی راستباز تھا۔ جو بات اس کے دل میں نہیں ہوتی تھی وہ نہیں منواتا تھا۔ اس نے ہی ہم کو بھی حکم دیا کہ قرآن پڑھو اور اس پر عمل کرو"۔

(روزنامہ الفضل ۱۲/ نومبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۱۵)

KMAS TRAVEL

Service at your door step

☆...... کیا آپ موسم گرما میں پاکستان جانے کا ارادہ رکھتے ہیں؟
☆...... کیا آپ عین وقت پر پریشانی سے بچنا چاہتے ہیں؟
☆...... کیا آپ نے اپنی نشست محفوظ کروالی ہے؟

اگر نہیں تو اپنا پروگرام ترتیب دے کر آج ہی ہمیں فون کریں۔ بکنگ کروائیں اور گھر بیٹھے ٹکٹ حاصل کریں

آپ کا پرخلوص تعاون — ہماری ترقی کا راز

KMAS TRAVEL-DARMSTADT

Phono: 06150-866391 - 0170-5534658 - Fax: 06150-866394

بینن (Benin) مغربی افریقہ میں
اگووی (Agovi) مقام پر احمدیہ مسجد کی تعمیر

رشید احمد طیب۔ مبلغ سلسلہ

اگووی (Agovi)

اگووی نامی گاؤں بینن کے مشہور ڈیپارٹمنٹ الاڈا (Alada) میں واقع ہے۔ یہ اس بادشاہ کا گاؤں ہے جو ۲۰۰۰ء اور ۲۰۰۱ء کے جلسہ ہائے سالانہ لندن اور جرمنی میں شرکت کرکے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا شرف حاصل کرنے کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک کپڑوں کا تبرک بھی حاصل کر چکے ہیں۔

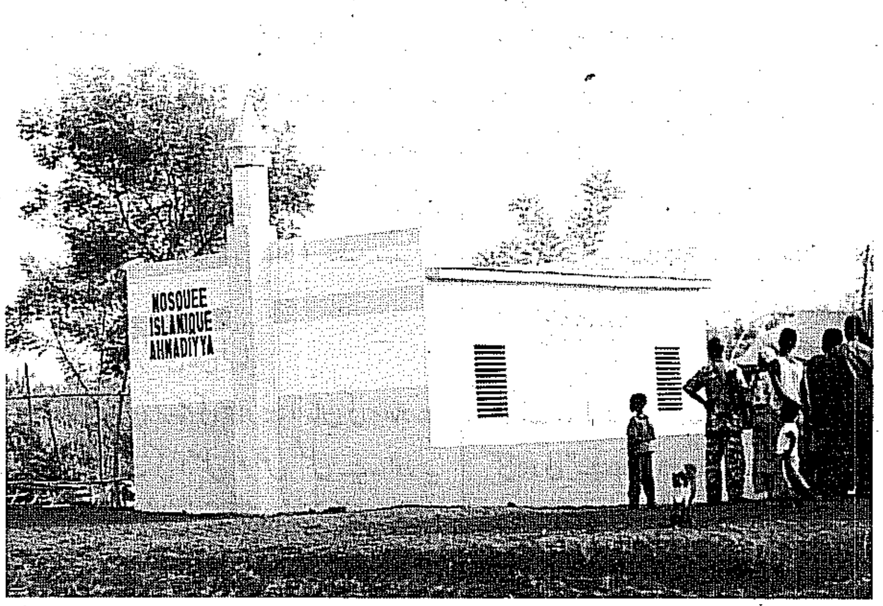

ساؤتھ بینن (مغربی افریقہ) میں الاڈا (Alada) کے علاقہ میں نو تعمیر شدہ خوبصورت احمدیہ مسجد

الاڈا (Alada) کے علاقہ میں بت پرست قبائل کی اکثریت ہے۔ اس کے علاوہ عیسائیت کو بھی یہاں بہت نفوذ حاصل ہے جبکہ مسلمانوں کی تعداد یہاں بہت ہی کم ہے۔ نواحمدی بادشاہ کا تعلق بھی بنیادی طور پر بت پرست شاہی قبیلہ سے تھا۔ لیکن احمدیت قبول کرنے سے پہلے یہ عیسائی ہو چکے تھے۔

یہاں شدید مخالفت کے باوجود بہت سارے لوگ احمدیت قبول کر چکے تھے لیکن یہاں مسجد نہ ہونے کی وجہ سے ان کی تربیت میں کئی قسم کے مسائل حائل تھے۔ چنانچہ جب اگووی گاؤں نے احمدیت قبول کی تو یہاں کے ایک مخلص نواحمدی کے دل میں اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے تحریک پیدا کی اور اس نے اپنا ایک پلاٹ جو کہ سڑک کے کنارے واقع تھا مسجد کے لئے پیش کرنے کا اعلان کیا۔ چنانچہ محترم امیر صاحب نے اس کی تعمیر کا منصوبہ تیار کرکے یہاں کے مبلغ مکرم مجیب احمد منیر صاحب کو اس کی تعمیر کے لئے نگران مقرر کیا اور ڈیڑھ ماہ کی قلیل مدت میں احباب کے بھرپور تعاون سے یہ مسجد تیار کرلی گئی۔ جس پر قریباً پانچ لاکھ فرانک سیفا کی رقم خرچ ہوئی۔

قریباً چھ میٹر چوڑی اور اتنی ہی لمبی، پختہ صحن اور وسیع لان پر مشتمل اس علاقہ کی یہ پہلی احمدیہ مسجد بینن کی تاریخ میں ایک یادگار مسجد شمار ہوگی۔

افتتاح

مورخہ ۱۶/فروری ۲۰۰۲ء کا دن مسجد کے افتتاح کے لئے مقرر ہوا اور مکرم امیر صاحب کی ہدایت پر پورتو نوو (Porto Novo) کے مبلغ نے وہاں کے مقامی مبلغ کے ساتھ مل کر اس تقریب کے لئے تمام انتظامات کئے۔

الاڈا کے نو احمدی بادشاہ اپنی ملکہ کے ہمراہ مشن ہاؤس میں تشریف لائے اور ہمارے مبلغین سے انتظامات کے بارہ میں پوچھتے رہے اور اپنے ذاتی سیکرٹریوں کو دو دن کے لئے خدمت کے لئے پیش کیا۔

مکرم حافظ احسان سکندر صاحب امیر جماعت احمدیہ بینن کی قیادت میں سیرے کالے (پاراکو) کی احمدیہ مسجد میں شرکت کرنے والا وفد، رات پاراکو میں قیام کرنے کے بعد مورخہ ۱۶/فروری کو ظہر کے قریب الاڈا پہنچا اور کچھ دیر آرام کرنے کے بعد یہ وفد اگووی گاؤں کی طرف روانہ ہوا۔

گاؤں کے افراد نے گاؤں سے باہر پہنچ کر سڑک کے دونوں جانب کھڑے ہو کر محترم امیر صاحب اور وفد کا والہانہ استقبال کیا۔ مسجد کے لان کو اس تقریب کے لئے خوبصورتی سے تیار کیا گیا تھا۔ اس تقریب میں شمولیت کے لئے عزت مآب بادشاہ بھی اپنی ملکہ عالیہ اور قریبی ساتھیوں سمیت تشریف لائے تھے۔ اسی طرح کیتھولک چرچ کے پادری، غیر احمدی مسلم کمیونٹی کے نمائندہ، اور چند اور معززین نے بھی اس بابرکت تقریب میں شمولیت کی۔

تلاوت قرآن کریم کے ساتھ اس بابرکت تقریب کا آغاز ہوا جو مکرم انوار الحق صاحب مبلغ سلسلہ نے کی جس کا فرانسیسی اور مقامی زبانوں میں ترجمہ پیش کیا گیا۔ جس کے بعد مکرم مجیب احمد منیر صاحب مبلغ سلسلہ نے محترم امیر صاحب، عزت مآب بادشاہ، ملکہ اور جملہ مہمانوں کو خوش آمدید کہا اور اس ڈیپارٹمنٹ میں پہلی احمدیہ مسجد کی تعمیر پر اہل گاؤں کو مبارکباد پیش کی۔

بعد ازاں عزت مآب بادشاہ نے اپنے پُرجوش خطاب میں جماعت احمدیہ کی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ جب اس مسجد کی تعمیر کی خبر اس علاقہ میں پھیلی تو دوسرے مسلمانوں کا ایک وفد ان کے پاس آیا اور کہا کہ احمدیت کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے اور یہ فتنہ پرداز اور فسادی گروہ ہے جو لوگوں میں تفرقہ اور فساد پیدا کرنے یہاں آیا ہے۔ آپ اسے اس علاقہ میں کام کرنے سے روکیں۔ مَیں نے جواب دیا کہ آپ کو علم نہیں کہ احمدیت کیا ہے؟ میں خود احمدیت کو پوری طرح سے پہچان چکا ہوں کیونکہ جماعت احمدیہ کے امام کی دعوت پر میں لندن اور جرمنی جا کر ان کے سالانہ جلسوں میں شرکت کر چکا ہوں اور میں نے احمدیت میں صرف اور صرف وحدانیت اور آپس میں پیار محبت اور خدمت انسانیت کا ہی جذبہ مشاہدہ کیا ہے جس سے میرا دل اس یقین سے بھر گیا ہے کہ یہی سیدھا اور سچا راستہ ہے۔ میں بادشاہ ہونے کے ناطے ہر فرقہ اور ہر مذہب سے تعلق رکھتا ہوں لیکن ذاتی عقیدے کے لحاظ سے پہلے عیسائی تھا اور اب احمدیت قبول کر چکا ہوں اور میری پوری کوشش ہوگی کہ اس علاقہ میں احمدیت ترقی کرے۔ انہوں نے کہا کہ بظاہر یہ چھوٹی سی مسجد ہے لیکن اس علاقہ کی پہلی احمدیہ مسجد ہونے کی حیثیت سے بہت اہم ہے۔ اب احمدیت اس علاقہ میں روز افزوں ترقی کرے گی۔ فرط جذبات سے بادشاہ نے خود چار مرتبہ بڑے جوش اور ولولہ سے نعرہ تکبیر کی صدا بلند کی جس پر حاضرین نے اسی جوش کے ساتھ اللہ اکبر کہا۔

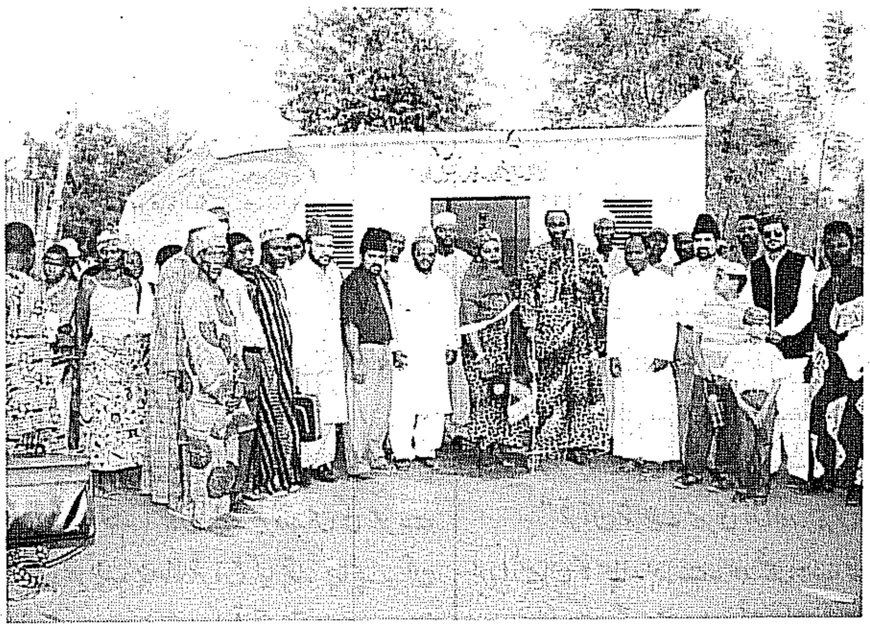

مسجد کے افتتاح کے موقع پر الاڈا کے بادشاہ اور ملکہ جو خدا تعالیٰ کے فضل سے احمدی مسلمان ہیں
مکرم امیر صاحب بینن، مبلغین سلسلہ اور بعض معزز مہمانوں کے درمیان

بادشاہ کے خطاب کے بعد کیتھولک پادری صاحب نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ میں یہاں آنے میں کچھ ہچکچاہٹ محسوس کر رہا تھا کیونکہ عموماً جب ہم دوسرے مسلمانوں کے کسی بھی پروگرام میں شامل ہوتے ہیں تو اکثر انجامکار بدمزگی پیدا ہو جاتی ہے لیکن میں یہاں آکر آپ کے خلوص اور محبت سے بہت متاثر ہوا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ ہم اسی طرح بھائی چارے کے ماحول اور باہمی تعاون سے مستقبل میں کام کرتے ہوئے اس علاقہ کے عوام کی خدمت کریں گے۔

غیر احمدی مسلمان کمیونٹی کے نمائندہ نے بھی اس موقعہ پر مبارکباد پیش کی اور کہا کہ ہم کوشش کریں گے کہ آپس میں اتفاق و اتحاد سے خدمت اسلام کی کوشش جاری رکھیں۔

مہمانوں کی تقاریر کے بعد محترم امیر صاحب نے خطاب فرمایا۔ آپ نے معزز بادشاہ، ملکہ اور دیگر سب مہمانوں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے یقین دلایا کہ جماعت سے جو توقعات رکھی جا رہی ہیں جماعت ان پر پورا اُترنے کی کوشش کرے گی۔ اپنے خطاب کے بعد محترم امیر صاحب نے تمام معزز مہمانوں کے ہمراہ مسجد کا باقاعدہ رسمی طور پر افتتاح فرمایا اور پھر اجتماعی دعا ہوئی جس کے بعد شیرینی تقسیم کی گئی اور مشروبات سے مہمانوں کی تواضع کی گئی۔ اس بابرکت تقریب میں خدا تعالیٰ کے فضل سے آس پاس کے دس دیہات سے ۴۵۰/ افراد نے شرکت کی۔

تقریب کے اختتام پر عزت مآب بادشاہ اور ملکہ عالیہ مشن ہاؤس تشریف لائے اور تمام مہمانوں سے ملاقات کی۔ انہوں نے مسجد کی تعمیر پر مبارکباد پیش کرتے ہوئے تعمیر اور افتتاح کے جملہ انتظامات کے سلسلہ میں مبلغ سلسلہ مکرم مجیب احمد صاحب منیر کی کاوشوں کو بہت سراہا۔ انہوں نے صحافیوں کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ میں اس موقع پر بہت ہی خوشی محسوس کر رہا ہوں۔ میری دعا ہے کہ اس علاقہ میں بکثرت احمدیہ مساجد تعمیر ہوں اور احمدیت کو ترقی ملے تاکہ خدمت انسانیت کی راہیں کھلیں۔

افتتاحی تقریب کے اختتام پر مسجد کی تعمیر

باقی صفحہ نمبر ۱۳ پر ملاحظہ فرمائیں

جماعت سیپو (Cheipo) (آئیوری کوسٹ) کے
پہلے جلسہ سالانہ کا بابرکت انعقاد

(رپورٹ: باسط احمد مبلغ سلسلہ یمسکرو ریجن)

آئیوری کوسٹ کے ایک مشہور ریجنل ہیڈ کوارٹر یمسکرو سے ۱۹۰ کلو میٹر کی مسافت پر واقع ایک نئی جماعت سیپو کو اپنا پہلا جلسہ سالانہ ۲۸؍جنوری بروز سوموار منعقد کرنے کی توفیق ملی۔

تیاری جلسہ

جلسہ کی تاریخ سے ۱۵ دن قبل ہی اس کی تیاری شروع کردی گئی۔ مقام جلسہ کو صاف کیا گیا، راستے ہموار کئے گئے اور پام کے پتوں سے جلسہ گاہ میں سایہ کا انتظام کر کے ایک وسیع پنڈال تیار کیا گیا۔ جلسہ کے تمام انتظامات کے لئے خدام اور لجنہ کی الگ الگ ٹیمیں تشکیل دی گئیں۔ اس جلسہ میں شمولیت کے لئے اردگرد کے ۸ دیہات کو بھی دعوت نامے بھجوائے گئے۔

آمد و استقبال مہمانان خصوصی

اس جلسہ میں شرکت کے لئے مکرم عبدالرشید انور صاحب امیر جماعت آئیوری کوسٹ وہاں سے آنے والے ایک بڑے وفد کے ہمراہ تشریف لائے۔ ۲۵؍افراد کا یہ وفد تین جیپوں میں یہاں پہنچا۔ مہمانوں کے استقبال کے لئے تمام احباب صبح سے ہی سڑک کے کناروں پر بڑے نظم وضبط کے ساتھ جمع تھے۔ موٹر سائیکل سواروں کا ایک دستہ گاؤں کے باہر استقبال کے لئے موجود تھا۔ جونہی امیر صاحب گاؤں میں داخل ہوئے تو سب احباب نے نعرۂ تکبیر سے امیر صاحب کا والہانہ استقبال کیا اور انہیں وہاں سے جلسہ گاہ تک ایک جلوس کی شکل میں لایا گیا۔

پہلا اجلاس

۹:۳۰ پر جلسہ کی باقاعدہ کارروائی کا آغاز، مکرم ومحترم امیر صاحب کی زیر صدارت تلاوت قرآن کریم سے ہوا اور پھر حضرت مسیح موعودؑ کا عربی قصیدہ پڑھا گیا جس کے بعد مکرم ومحترم قاسم تراؤرے صاحب صدر وامام جماعت سیپو نے خطبہ استقبالیہ پیش کیا۔ مکرم امیر صاحب کے وفد کی نمائندگی میں خاکسار نے اس کا جواب پیش کیا نیز امیر صاحب کے وفد کا تعارف کروایا۔

جلسہ سالانہ کی پہلی تقریر مکرم عمر معاذ صاحب (قولی بالی) نے "ظہور امام مہدی کی علامات" کے موضوع پر پیش کی۔ یہ تقریر جولا زبان میں تھی۔ جس کے بعد اطفال وناصرات نے حضرت مصلح موعودؓ کا منظوم کلام "ہے دست قبلہ نما لاَ اِلٰہ اِلَّا اللّٰہ" پیش کیا۔ خاکسار نے آنحضرت ﷺ کی مدح میں ایک جولا نظم پیش کی۔ جلسہ کی دوسری تقریر مکرم امیر صاحب آئیوری کوسٹ نے فرنچ زبان میں کی۔ جس میں آپ نے سورۃ کوثر کے حوالہ سے آنحضرت ﷺ کا بلند مرتبہ بیان کیا۔ امیر صاحب کی تقریر کا جولا زبان میں بھی ترجمہ کیا گیا جو کہ مکرم سینا قولی بالی صاحب نے پیش کیا۔ اور یوں پہلے اجلاس کی کارروائی اختتام پذیر ہوئی۔ نماز ظہر وعصر ادا کرنے کے بعد جملہ حاضرین کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔

دوسرا اجلاس

جلسہ کا دوسرا اجلاس ۲:۳۰ پر مکرم امیر صاحب کی زیر صدارت شروع ہوا۔ سب سے پہلے تو سوال وجواب کی ایک دلچسپ مجلس منعقد ہوئی۔ جس میں مکرم عمر معاذ صاحب اور مکرم امیر صاحب نے سوالات کے جوابات دیئے۔ جس کے بعد مختلف علاقوں سے آنے والے آئمہ نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ بعد ازاں محترم امیر صاحب نے اختتامی خطاب فرمایا اور دعا کروائی۔

حاضری

اس جلسہ میں اردگرد کے ۸ دیہات اور جماعت سیپو سے ۲۳۳۹؍افراد نے شرکت کی۔ اس جلسہ میں جولا مسلمانوں کے چیف آف ولج کے علاوہ ڈیڈا (علاقائی قبیلہ) کے چیف آف ولج نے بھی شرکت کی اور بڑے انہماک سے جلسہ کی کارروائی سنی۔ جلسہ کے بعد مکرم امیر صاحب ملاقات کے لئے ان کی رہائش گاہ پر گئے۔ یہ ملاقات بڑے خوشگوار ماحول میں ہوئی۔

تأثرات

اس جلسہ میں امیر صاحب کی شرکت سے تمام لوگ بے حد خوش تھے۔ مکرم قاسم تاؤرے صاحب نے بیان کیا کہ امیر صاحب کے آنے سے جلسہ کی رونق دوبالا ہوئی ہے اور ہم خوش نصیب ہیں کہ خلیفہ وقت کا نمائندہ ہمارے درمیان موجود ہے۔

ایک امام صاحب نے بیان کیا کہ جلسہ میں اسلام اور اس کی تعلیم کے سوا ہم نے اور کچھ نہیں سنا۔ احمدیت واقعی حقیقی اسلام ہے۔ ایک اور بزرگ نے بیان کیا کہ اس علاقہ میں احمدیت کے متعلق لوگوں کو منفی علم تھا۔ آج کے جلسہ سے حقیقت حال واضح ہوگئی ہے۔ ایک نوجوان نے بیان کیا کہ آج تو ہمارے گاؤں میں جشن کا سماں ہے۔ اتنا بڑا اجتماع پہلے کبھی نہیں ہوا۔

جلسہ کے جملہ انتظامات اور اخراجات مقامی جماعت نے خود کئے اور مرکز سے کسی قسم کی امداد کا مطالبہ نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ ان تمام لوگوں کے ایمان اور اخلاص میں بے انتہا برکت عطا فرمائے اور ان کو دینی ودنیاوی نعمتوں سے مالا مال کرے اور اس جلسہ کو اس علاقہ میں احمدیت کی ترقی کا سنگِ میل بنائے اور نیک نتائج ظاہر فرمائے۔ آمین۔

بقیہ: بینن (Benin) مغربی افریقہ میں اگوی (Agovi) مقام پر احمدیہ مسجد کی تعمیر از صفحہ نمبر ۱۲

کے دوران لکڑی کا سارا کام نہایت ارزاں نرخوں پر بہت محبت اور خلوص سے کرنے والے ایک عیسائی بڑھئی نے لکڑی کا بنا ہوا اس مسجد کا ایک خوبصورت ماڈل محترم امیر صاحب کی خدمت میں بطور تحفہ پیش کیا جسے انہوں نے صرف ایک دن میں تیار کیا تھا۔

قارئین سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مسجد کی تعمیر کو شرف قبولیت بخشے اور اس علاقہ میں کثرت سے خالصۃً للہ مساجد کی تعمیر کی توفیق عطا فرمائے۔

مسجد کے افتتاح کے موقع پر ایک غیر از جماعت بڑھئی جس نے مسجد میں بہت کام کیا ہے لکڑی کا بنا ہوا مسجد کا ایک ماڈل مکرم امیر صاحب بینن کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں

چندہ جلسہ سالانہ

چندہ جلسہ سالانہ بھی ایک لازمی چندہ ہے جس کی شرح سالانہ آمد کا 1/120 (یعنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ سال میں ایک مرتبہ) ہے۔ احباب جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ اپنی آمد پر پوری شرح کے مطابق چندہ جلسہ سالانہ کی ادائیگی فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ (ایڈیشنل وکیل المال۔ لندن)

خانہ کعبہ کی کنجیاں

آنحضرت ﷺ کی دور میں ایک دفعہ دوسرے لوگوں کے ساتھ خانہ کعبہ کے اندر داخل ہونے لگے تو کلید بردار عثمان بن طلحہ نے آپؐ کو روک دیا۔ آپؐ نے فرمایا ایک وقت آئے گا کہ خانہ کعبہ کی چابیاں میرے ہاتھ میں ہونگی اور میں جسے چاہوں گا دوں گا۔ فتح مکہ کے موقع پر آپؐ نے عثمان کو بلا کر اس سے چابیاں طلب فرمائیں اور بعض صحابہ کی درخواست کے باوجود آپؐ نے چابیاں عثمان کے حوالے کردیں۔ اس رحمت کے نظارے کو دیکھ کر عثمان نے فوراً اسلام قبول کرلیا۔

(السیرۃ الحلبیہ جلد۳ صفحہ ۱۰۱)

خصوصی درخواست دعا

احباب جماعت سے پاکستان میں جملہ اسیران راہ مولا کی جلد از جلد باعزت رہائی نیز مختلف مقدمات میں ملوث افراد جماعت کی باعزت بریت کے لئے دردمندانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ان بھائیوں کو اپنی حفظ وامان میں رکھے اور ہر شر سے بچائے۔ اللھم انا نجعلک فی نحورھم ونعوذبک من شرورھم۔

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact:
Anas A.Khan, John Thompson
Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398
Mobile: 0780-3298065

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم اور دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیر انتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خطوط میں پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST,6 HARDWICKS WAY,
LONDON SW18 4AJ U.K.

اخبار "الفضل انٹر نیشنل" اس وقت ویب سائٹ پر مہیا ہے۔ "الفضل ڈائجسٹ" (سالِ اوّل) کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:
http://www.alislam.org/alfazal/d/

محترم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۹؍جولائی ۲۰۰۱ء میں محترم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے بیٹے مکرم احمد سلام صاحب کے قلم سے اپنے والد کے بارہ میں ایک انگریزی مضمون کا اردو ترجمہ (از مکرم کیپٹن شمیم احمد خالد صاحب) شامل اشاعت ہے۔

مضمون نگار بیان کرتے ہیں کہ میرے والد کے ایک دوست نے مجھے بتایا کہ ابی سے جب بھی پوچھا جاتا کہ اُن کے کتنے بچے ہیں تو وہ جواب دیتے: کئی ہزار۔ یہ وہ بچے ہیں جن کو ابی نے دوسری امداد کے علاوہ بہت حوصلہ، توجہ اور جذبہ دیا۔

اُن کے لندن میں چند گھنٹے کے قیام کے دوران ہمارے باہمی رشتہ کی پیاس کا خاطر خواہ علاج ہونا مشکل تھا۔ جب وہ تشریف لاتے تو اُن کا اصرار ہوتا کہ ہم ایک ڈنر اکٹھا کھائیں۔ کھانے کی میز پر وہ سب سے باری باری تعلیم اور دیگر مسائل کے بارہ میں پوچھتے۔ مسائل کی جڑ تک فوراً پہنچ جاتے اور ایک لمحہ میں انہیں حل فرمادیتے۔ وہ ہمارا بہت خیال رکھتے اور ہر ممکن طریق پر ہماری مدد کرتے۔ اُن کو یقین تھا کہ وہ ہمیں تھوڑا سا وقت دے کر بھی پورا فائدہ اٹھاسکیں گے۔ دراصل انہیں تسلّی تھی کہ ہماری والدہ ہماری نہ صرف جسمانی بلکہ اخلاقی اور روحانی پرورش کا بھی پوری طرح خیال رکھ رہی ہیں۔

میری عمر چودہ سال تھی جب انہوں نے نصیحت کی: "دوسروں کی پرواہ مت کرو کہ وہ کیا کہیں گے، اصل بات یہ ہے کہ تم کیا سمجھتے ہو۔ اگر تم اسے درست سمجھتے ہو تو کر گزرو"۔

ابی ایک مضبوط شخصیت کے مالک تھے۔ اُن کی حتمی رائے تھی کہ ہم والدین کی دعاؤں کے ہمہ وقت محتاج ہوتے ہیں اور وہ ہمارے بہترین خیر خواہ ہوتے ہیں۔ انہوں نے اپنے نمونہ سے ہمیں بتایا کہ والدین کی خدمت اوّل فرائض میں سے ہے۔ ابی نے مجھے آداب اور شائستگی سکھائے۔ ہر مہمان کو پوری محبت اور عزت دیتے خواہ اُس کا تعلق کسی بھی طبقہ سے ہو۔

جب بھی وہ لندن آتے، مسجد ضرور جاتے لیکن نماز ادا کرتے ہی روانہ ہوجاتے۔ اگر کوئی ملنا چاہتا تو رُک کر بات کرتے لیکن پھر جلد چل پڑتے۔ انہیں گپیں لگانا اور غیبت کرنا سخت ناپسند تھا۔ کوئی لمحہ بھی ضائع نہیں کرنا چاہتے تھے۔ چھٹی کا کوئی تصور نہیں تھا۔ ٹیلی ویژن دیکھنا بھی وقت کا ضیاء تھا سوائے دو مزاحیہ پروگراموں کے۔

ابی کو جلد سونا اور جلد جاگنے کا اصول بہت پسند تھا۔ اسی طرح کھانے کے دوران فون نہ لیتے۔ گہری نیند سوتے اور آنکھیں بند کرتے ہی آسانی سے سو جاتے۔ جہاں بھی وقت ملتا سو لیتے یا پھر کام کرتے۔ شاپنگ کو وقت کا ضیاع سمجھتے اور ناپسند کرتے۔ پہلے پہل سستی چیزیں خریدتے تھے لیکن پھر آپکو احساس ہوا کہ اعلیٰ کوالٹی کی چیز پائیدار ہوتی ہے اور بار بار کی خرید میں وقت ضائع نہیں ہوتا چنانچہ لباس کے رسیا نہ ہونے کے باوجود پھر اعلیٰ سوٹ پسند کرنے لگے۔

میرے لئے کتابوں کے حصول میں کوئی حد بندی نہ تھی لیکن لازم تھا کہ کتاب کی دیکھ بھال کی جائے۔ علم سے محبت اُن کی شخصیت کا مستقل جزو تھا۔ اسلامی آرٹ، شعر و شاعری، عمارات مین گہری دلچسپی تھی۔ کام میں مصروف ہوتے تو بیک گراؤنڈ میں تلاوت سے انہیں روحانی تسکین ملتی۔

اتنی بھرپور زندگی گزارنے کے بعد جب عمر کے آخری حصہ میں بیماری شدید ہوگئی تو انہوں نے بیماری کو اللہ کی مشیت سمجھ کر صبر سے برداشت کیا اور کبھی ناراضگی یا شکایت کا مظاہرہ نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنا اُن کی زندگی کا اصول تھا۔

محترم مرزا محمد سعید بیگ صاحب

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۲؍جولائی ۲۰۰۱ء میں محترم مرزا محمد سعید بیگ صاحب کے بارہ میں مکرم رانا مبارک احمد صاحب کا ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ آپ لکھتے ہیں کہ محترم مرزا صاحب ۱۹۲۶ء میں محترم مرزا محمد شریف بیگ صاحب آف لنگروال (نزد قادیان) کے ہاں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم قادیان میں حاصل کی پھر لاہور آگئے۔ لاہور میں مختلف جماعتی خدمات کی توفیق پائی اور ۱۹۴۲ء کے سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ پر لاہور سے جاتے ہوئے آپ نے اپنی جان کو خطرہ میں ڈال کر اس لئے چلتی ہوئی گاڑی سے چھلانگ لگادی تاکہ گاڑی سے گر جانے والے مجلس خدام الاحمدیہ کے جھنڈے کو زمین سے اٹھالیں۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اپنے ایک خطبہ جمعہ میں آپ کے اس فعل پر نہایت خوشنودی کا اظہار فرمایا۔

پھر محترم بیگ صاحب پتوکی منتقل ہوگئے اور وہاں قائد خدام الاحمدیہ، صدر جماعت پتوکی کے علاوہ امیر ضلع قصور کے طور پر بھی خدمت کی توفیق پائی۔ ۱۹۷۴ء کے فسادات کے دوران اسیر راہ مولیٰ ہونے کی سعادت بھی پائی۔ مساجد سے خاص لگاؤ تھا۔ نماز فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد انتظار کرتے اور اشراق پڑھ کر مسجد سے نکلتے۔ تبلیغ کا بہت شوق تھا اور خدمت دین کرنے والوں کی قدر کرتے تھے۔ غریب پرور مشہور تھے۔ کئی ایک بچیوں کی شادیاں اپنے پاس سے کروائیں۔

۱۳؍جون ۱۹۹۲ء کی رات آپ کی وفات ہوئی۔ روزنامہ "الفضل" ربوہ بعض قومی اخبارات نے بھی آپ کی وفات پر خبر شائع کی۔ بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین عمل میں آئی۔

حضرت شیخ عطاء اللہ صاحبؓ

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۳۱؍جولائی ۲۰۰۱ء میں مکرمہ نسیم ذکاء اے ملک صاحبہ اپنے دادا حضرت شیخ عطاء اللہ صاحبؓ کا تفصیلی ذکر خیر کرتے ہوئے لکھتی ہیں کہ آپ کا تعلق جہلم کے ایک ہندو گھرانہ سے تھا اور آپ کا نام ہری چند ولد لچپت رائے تھا۔ آپ اکثر کشمیر آیا کرتے تھے جہاں آپ کی ملاقات حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحبؓ سے ہوئی اور حضورؓ کے ذریعہ ہی آپ کو ۱۸۹۴ء میں ۱۶ سال کی عمر میں قبول احمدیت کی سعادت نصیب ہوئی۔ پھر آپ کا اسلامی نام شیخ عطاء اللہ رکھا گیا اور حضورؓ نے آپ کو اپنا بیٹا بنالیا۔ حضرت شیخ صاحب کو قبول احمدیت کی وجہ سے گھر سے نکلنا پڑا اور آپؓ ایک لمبا عرصہ قادیان میں حضورؓ کے ہاں ہی مقیم رہے۔ اس دوران آپؓ کو حضرت مسیح موعودؑ کے قریب رہنے کا موقع بھی خاص طور پر میسر آتا رہا۔

پھر آپؓ محکمہ ٹیلی گراف راولپنڈی میں ملازم ہوگئے۔ کچھ عرصہ بعد آپؓ کو سخت ٹی بی ہوگئی۔ اس پر آپؓ رخصت لے کر قادیان آگئے اور حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ کے گھر میں مقیم ہوکر حضورؓ کا ہی علاج شروع کیا۔ رخصت ختم ہونے پر حضرت مسیح موعودؑ سے دعا کے لئے عرض کیا تو حضور علیہ السلام نے دعا کرنے کا وعدہ فرمایا اور آپؓ واپس راولپنڈی آگئے۔ وہاں پہنچ کر آپؓ کو ایک رؤیا ہوئی جو غیر زبان میں تھی۔ آپؓ نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ خود آپؓ کو اس کا مطلب سمجھادے۔ چنانچہ سوجانے پر آپؓ کو آواز آئی: ہیلتھ، ہیلتھ، ہیلتھ۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو شفا عطا فرمائی اور بیس پچیس سال تک آپؓ کبھی ذرد سے بھی بیمار نہیں ہوئے۔ آپؓ کی شادی بھی ایک ایسے خاندان میں ہوئی جو ہندوؤں سے احمدی ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو چار بیٹوں اور چار بیٹیوں سے نوازا۔ اب تیسری نسل تک یہ تعداد ۲۱۱ ہوچکی ہے۔

حضرت شیخ صاحبؓ نے ۱۹۵۱ء میں ۸۹ سال کی عمر میں لاہور میں وفات پائی۔ ۱۹۲۲ء میں آپؓ نے ایک خواب میں اپنی بقایا عمر ۲۸ سال دیکھی تھی اور اپنی اہلیہ کی مزید ۲۰ سال۔ چنانچہ آپؓ کی اہلیہ بھی آپؓ کے پورے بیس سال بعد وفات پاگئیں۔

حضرت شیخ صاحبؓ نے نہایت خاموش طبع اور خوش مزاج انسان تھے۔ آپؓ نے اپنی ایک بیٹی کو شادی کے موقع پر جو نصائح تحریر کیں، اُن میں لکھا: ہمارے پاس اب تک تم بطور امانت تھیں، دراصل اب تم اپنے گھر جارہی ہو۔ ہمیشہ بڑوں کا ادب اور چھوٹوں سے پیار و محبت کرنا، ساس نندوں کا ادب ملحوظ خاطر رکھنا۔ اکثر عورتوں میں یہ بڑا عیب پایا جاتا ہے کہ وہ ساس نندوں کی ذرا ذرا سی بات کو اپنے خاوندوں سے کہہ دیا کرتی ہیں، تم ایسی معیوب باتوں سے بچی رہنا۔ ہمیشہ آہستہ اور نرم آواز میں شیریں کلامی کو کام میں لانا کیونکہ بلند اور ترش آواز سے بولنا شریفوں کا طریقہ نہیں ہے۔ اس بات کا ضرور خیال رکھنا کہ جس کے ساتھ تمہارا پلہ باندھ دیا ہے، اس کی خدمت کرنے میں کبھی فروگذاشت نہ کرنا۔ وہ تمہارا مجازی خدا ہے۔ اپنے محبوب حقیقی خدا کو ہرگز نہ بھولنا۔ ہمسایوں سے ہمیشہ خوش اسلوبی اور شیریں کلام سے برتاؤ کرنا۔ بعض دوست نما دشمن بھی ہوتے ہیں، اُن کے پاس نہ بیٹھنا۔ مصیبت کے وقت ہرگز نہ گھبرانا بلکہ اپنی حاجتوں کو اپنے حاجت روا خدا کے آگے پیش کرنا اور کوئی ایسی بیہودہ بات نہ کرنا کہ ہماری عزت پر حرف آئے کہ شرمندگی سے سر جھکانا پڑے۔ پھلو پھولو، اپنے شوہر کیلئے فخر کا باعث ہو۔

حضرت قاضی حکیم محمد حسین صاحب

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۷؍جولائی ۲۰۰۲ء میں حضرت قاضی محمد نذیر صاحب کے والد محترم حضرت قاضی حکیم محمد حسین صاحب کا ذکر خیر کرتے ہوئے مکرمہ بشارت منیر صاحبہ رقمطراز ہیں کہ آپؓ کے ایک بیٹے نے کاشتکاری کے سلسلہ میں بور کرکے ٹیوب ویل لگوانا شروع کیا اور بورنگ کافی گہرائی تک ہوگئی تو نیچے پتھر کی آواز آنے لگی جس پر کاریگروں نے کہا کہ اگر کام کسی دوسری جگہ شروع کیا گیا تو اخراجات بہت زیادہ ہوں گے۔ اس پر حضرت قاضی صاحبؓ کو دعا کی درخواست کی گئی۔ آپؓ ساری رات دعا میں مصروف رہے اور صبح اٹھ کر فرمایا کہ جاؤ بسم اللہ کرکے شروع کرو۔ جب دوبارہ بورنگ شروع ہوئی تو بو کی کے ساتھ ایک چھوٹا سا سنہرے رنگ کا پتھر نکل آیا جو کافی عرصہ ہمارے گھر کی الماری میں پڑا رہا۔

ہمارے ایک قریبی گاؤں سے ایک آدمی ملازمت کے سلسلہ میں کویت میں مقیم تھا۔ ایک سال وہ حج کرنے گیا تو وہاں اُس نے حضرت حکیم صاحبؓ کو بھی دیکھا۔ وہ ملاقات کے شوق میں اِن کو ملنے کے لئے چلا لیکن ہجوم کی وجہ سے ان تک نہ پہنچ سکا۔ اُس کے دل میں ان کے احترام کی وجہ سے ملاقات کا اتنا اشتیاق تھا کہ اپنے قیام کے دوران اُس نے آپؓ کو ہر ممکن جگہ تلاش کیا لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ جب وہ واپس کویت پہنچا تو اُس نے اپنے ایک دوست سے حضرت حکیم صاحبؓ کے حج پر آنے اور اُس کے ملاقات نہ کرسکنے کا ذکر کیا۔ اس پر دوسرے دوست نے بتایا کہ حج سے کچھ ہی دیر پہلے حضرت حکیم صاحب کی وفات ہوگئی تھی۔ اس پر حج کرنے والے شخص کی تسلّی نہ ہوئی اور وہ خاص طور پر ایک ہفتہ کی چھٹی لے کر پاکستان آیا اور یہ واقعہ بیان کرکے حیرت کا اظہار کرتا رہا۔

MTA Muslim Television
AHMADIYYA

Muslim Television Ahmadiyya
Programme Schedule for Transmission

17/05/2002 – 23/05/2002

Please Note that programme and timings may Change without prior notice. Details of Programmes are Announced Every Six Hours. All times are given in Greenwich Mean Time. For more information please phone on +44 20 8870 8517 or fax +44 20 8874 8344

Friday 17th May 2002
17 Hijrat 1381
4 Rabi-al-awwal 1423

00.05 Tilaawat, Dars-e-Hadith, News
01.00 Children's Corner: Yassarnal Quran No. 16 With Qaari Muhammad Ashiq Sb. Presentation MTA Pakistan
01.30 Majlis Irfaan: Rec.10.05.02 With Urdu Speaking Friends
02.30 MTA Sports: Basketball match between Pakistan army & Wapda teams Presentation MTA Pakistan
03:05 Around The Globe: Documentary About Nasa & the Aeroplane. Part 2 Presentation MTA USA
04.05 Seerat-un-Nabi (SAW): Programme No.43 Host: Saud A. Khan Sb.
04.55 Homoeopathy Class: No.76 Rec.04.04.95
06.10 Tilaawat, MTA International News
06.35 Liqaa Ma'al Arab: Session No.102 Rec.15.11.95
07.40 Siraiki Service: Siraiki Muzakkra on Seerat Hadhrat Masih Maud (AS) – Prog. No.8 Hosted by Jamal-ud-Din Shams Sb.
08.35 Majlis Irfaan: ®
09.35 Roshni Kaa Safar: Interview with new converts Presentation MTA Pakistan
10.00 Indonesian Service: Various Items
11.00 Seerat-un-Nabi (saw): Prog. No.43 Presented by Saud A. Iyaz Sb.
12.00 Friday Sermon: Live
13:05 Tilaawat, Dars-e-Malfoozat, News
14.00 Bangla Mulaaqaat: Rec.07.05.02
15.05 Friday Sermon: Rec.17.05.02 ®
16.05 Children's Corner: Yassarnal Quran ®
16.30 French Service: Various Items in French
17.30 German Service: Various Items in German
18.35 Liqaa Ma'al Arab: No.102 ®
19.40 Arabic Service: Various Items in Arabic
20.40 Majlis Irfaan: Rec. 10.05.02 ®
21.45 Friday Sermon: Rec 17.05.02 ®
22.40 Homeopathy Class No.76 ®

Saturday 18th May 2002
18 Hijrat 1381
5 Rabi-al-awwal 1423

00.05 Tilawat, News, Dars-e-Hadith
01.00 Children's Corner: Yassarnal Quran No.15
01.20 Q/A Session: Rec.04.08.96 With English Speaking Friends
02.35 Kehkashaan: 'Unity & Togetherness' Host: Meer Anjum Parvez Sb.
03.15 Urdu Class: Lesson No.406 – Rec.16.09.98
04.25 Le Francais C'est Facile: No.17
05.00 German Mulaaqaat: Rec.08.05.02
06.05 MTA International News
06.30 Liqaa Ma'al Arab:SessionNo.103 Rec.16.11.98
07.35 French Service: Presentation MTA Mauritius
08.30 Dars-ul-Qur'an: Session No.15 Rec.07.02.96
10.10 Indonesian Service
11:10 Spotlight: Topic 'Invitation towards Allah' By Mubashar A. Kahloon Sb.
12.05 Tilawat, Darse Hadith, News
12.50 Urdu Class: Lesson No.406 ®
14.00 Bengali Shomprochar: Various Items
15.00 Children's Class: With Hazoor Rec 18.05.02
16.05 Children's Corner: Yassarnal Quran: ®
16.25 French Service: ®
17.25 German Service: Various Items in German
18.30 Liqaa Ma'al Arab: No. 103 ®
19.35 Arabic Service: Various Items in Arabic
20.35 Q/A Session: ®
21.40 Children's Class: With Hazoor ®
22.40 German Mulaaqaat: Rec.08.05.02 ®

Sunday 19th May 2002
19 Hijrat 1381
6 Rabi-al-awwal 1423

00.05 Tilawat, Seerat-un-Nabi (SAW), News
01.00 Children's Class: With Hazoor Rec.03.03.01 – Part 1
01.30 Q/A Session: In Urdu - Rec.31.03.95
02.30 Intro. to Books of Hadhrat Khalifatul Masih I Book ' Faslul Khitaab' – Host F.A. Ayaz Sb
03.15 Friday Sermon: Rec.17.05.02 ®
04.15 Urdu Asbaaq: Ch. Hadi Ali Sb. Lesson No.15 Presentation MTA International
05.00 Lajna Mulaaqaat: Rec: 12.05.02
06.10 MTA International News
06.40 Liqaa Ma'al Arab: Session No.104 Rec.17.11.95
07.40 Spanish Service: F/S delivered by Huzoor With Spanish Translation Rec:24.04.98
08.50 Moshaa'irah: An evening with various poets Presentation MTA Pakistan
09.45 Taarikh-e-Ahmadiyyat: Quiz prog. No.14
Presented by Fahim A. Khadim Sb.
10.15 Indonesian Service.
11.15 Books of Hadhrat Khalifatul Masih I ®
12.05 Tilawat, Seerat un Nabi (saw), News
13.00 Majlis e Irfaan : Rec.10.05.02
14.00 Bangla Shomprochar: Various Items
15.05 Lajna Mulaaqaat: Rec.12.05.02 ®
16.05 Children's Class: With Hazoor Part 1, Rec: 03.03.01 ®
16.35 Friday Sermon: Rec 17.05.02. ®
17.30 German Service: Various Items
18.35 Liqaa Ma'al Arab: ®
19.40 Arabic Service: Various Items
20.40 Q/A Session: with Hazoor®
21.45 Moshaa'irah (R)
22.40 Lajna Mulaaqaat: Rec.12.05.02 ®

Monday 20th May 2002
20 Hijrat 1381
7 Rabi-al-awwal 1423

00.05 Tilawat, Dars-e-Malfoozat, News
01.00 Children's Corner: Kudak No.19 Presentation MTA Pakistan
01.15 Children's Corner: Hikayaate Shireen
01.30 Q/A Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad & English speaking guests.
02.30 Ruhaani Khazaa'en: Quiz Programme In Urdu based on the books of the Founder of the Ahmadiyya Muslim Jama'at Hadhrat Mirza Ghulam Ahmad (AS)
03.15 Urdu Class: No.407– Rec.18.09.98
04.40 Learning Chinese: With Usman Chou . No.342
05.05 French Mulaqaat. Rec. 13.05.02
06.10 MTA International News.
06.30 Liqaa Ma'al Arab: Session No.107 Rec:28.11.95
07.30 Islam Among Other Religions: Reading from Chinese Book 'Islam among other religions' Presented by Usman Chou Sb. Presentation of MTA International
08.00 Spotlight: Introduction to Hadhrat Khalifatul Masih I Book ®
08.45 Q/A session. Rec: 18.08.96
09.50 Quiz Khutabaat-e-Imam: Host – Fareed A. Naveed Sb.
10.20 Indonesian service
11.20 Safar Hum Nay Kiya: visit to 'Bahawalpur' in Pakistan.
12.05 Tilaawat, Darse Malfoozat, News
12.55 Urdu Class: No.407 ®
14.25 Bangla Shomprochar
15.30 French Mulaaqaat: Rec 13.05.02 ®
16.30 Children's Corner: Kudak ®
16.45 French Service
17.45 German Service
18.45 Liqaa Ma'al Arab
19.50 Arabic Service.
20.55 Q/A Session: rec. 18.08.96®
21.55 Ruhaani Khazaa'en ®
22.35 Rencontre Avec Les Francophones Rec:13.05.02

Tuesday 21st May 2002
21 Hijrat 1381
8 Rabi-al-awwal 1423

00.05 Tilawat, Dars-e-Hadith, News
01.05 Children's Corner: Let's Learn Salaat – With Imam Rashed Sb.
01.35 Tabarrukaat: Speech by Mau. Abdul Ata J/S Rabwah 1956 – Topic 'The Need For Khilafat'
02.35 Medical Matters: A Discussion with Dr. Sayyed Qassim-ul-Islam Sb. Topic: 'Healthy Dieting ' Presentation MTA Pakistan
03.15 Around the Globe: A documentary about 'Nasa & Aeroplanes' Part 6 MTA USA
04.20 Lajna Magazine: Programme No.10
05.05 Bengali Mulaaqaat: Rec.14.04.02
06.05 Tilawat, MTA International News
06.35 Liqaa Ma'al Arab: Session No.108 rec. 29.11.95
07.40 MTA Sports: Basketball Match
08.15 Dars-e-Hadith
08.45 Dars-ul-Qur'an: Rec.08.02.96 - Class No.16
10.15 Indonesian Service.
11.15 Medical Matters: ®
12.05 Tilaawat, Dars-e-Hadith , MTA News
13.00 Q/A Session: Rec.04.08.96 With English Speaking Friends
14.05 Bangla Shomprochar:
15.10 German Mulaaqaat: Rec.08.05.02
16.10 Children's Corner: Let's Learn Salaat ®
16.40 French Service
17.40 German Service
18.45 Liqaa Ma'al Arab: ®
19.50 Arabic Service.
20.50 Tabarrukaat: ®
21.45 Around The Globe: ®
22.55 From The Archives: F/S Rec.16.01.98 Bait-ul-Rehman Mosque, Washington DC

Wednesday 22nd May 2002
22 Hijrat 1381
9 Rabi-al-awwal 1423

00.05 Tilaawat, History of Ahmadiyyat, News
01.00 Children's Corner: Guldasta No.33
01.30 Q/A session with Urdu Speaking Friends Rec.27.01.95
02.30 Hamari Kaa'enaat: Programme No.9, Presented by Sayyed Tahir Ahmad Sb. Presentation MTA Pakistan
03.15 Urdu Class: With Hazoor Lesson No. 408 – Rec.19.09.98
04.30 Orange Harvesting: MTA Pakistan
05.00 Children's Mulaaqaat: Rec.24.05.00
06.05 Tilawat, MTA International News
06.30 Liqaa Ma'al Arab: Session No.109 Rec.30.11.95
07.30 Swahili Service: 'Selected sayings of the Holy Prophet. Presented by Bashir Ahmad Akhtar Sb. & Jamil-ur-Rehman Sb. MTA Pakistan
08.30 Q&A Session with Hazoor and Urdu speaking Guests Rec.27.01.95
09.35 Speech: by Haafiz M. Ahmad Sb. 'The Holy Prophet (saw) generosity' MTA Pakistan
10.25 Indonesian Service.
11.25 Orange Harvesting ®
12.05 Tilaawat, History of Ahmadiyyat, News
13.05 Urdu Class: class No. 408 ®
14.00 Bangla Shomprochar
15.05 Children's Mulaaqaat: rec. 24.05.00 ®
16.05 Children's Corner: Guldastah No.33 ®
16.30 French Mulaaqaat: Rec.14.08.00®
17.30 German Service.
18.35 Liqaa Ma'al Arab: ®
19.35 Arabic Service: Bustan-ul-Huda
20.35 Q/A Session: ®
21.40 Hamaari Kaenaat: ®
22.15 Children's Mulaaqaat: Rec 24.05.00 ®
23.15 Spot Light: Speech ®

Thursday 23rd May 2002
23 Hijrat 1381
10 Rabi-al-awwal 1423

00.05 Tilaawat, Dars-e-Malfoozaat, News
01.00 Children's Corner: An educational And entertaining programme, based on children's Waqifeen-e-Nau Syllabus. Presentation MTA Pakistan
01.25 Q/A Session: Rec. 22.12.96 – With English Speaking guests, in Mahmood Hall, London
02.30 Speech: By Abdus Sami Khan Sb. Topic 'Blessings of Khilafat' MTA Pakistan
03.25 Canadian Horizon: Children's Class No.20 Presentation MTA Canada
04.25 Computers for Everyone: Informative set of Lectures on how to use a computer. Topic: 'Disk operating system' Host Ghulam Qadir Sb. MTA Pakistan
04.55 Tarjumatul Quran Class: With Hazoor Class No.253 – Rec.16.06.98
06.05 Tilawat, MTA International News:
06.30 Liqaa Ma'al Arab: Session No.110 Rec.05.12.95
07.30 Sindhi Service: F/S 25.04.97 ® Presentation MTA Pakistan
08.30 Question & Answer Session: ®
09.35 'Blessings of Khilafat'
10.15 Indonesian Service.
11.15 MTA Travel: A documentary about the Everglades in Florida. Narrator: Tanveer Khokhar. Presentation of MTA International
11.30 MTA Lifestyle: Al Maa'idah: How to Prepare a delicious dish.
12.05 Tilaawat, Dars-e-Malfoozaat, News
12.50 Q/A Session in Urdu: Rec.31.03.95
13.55 Bangla Shomprochar: Rec 19.07.96
15.05 Tarjamatul Qur'an Class no. 253 rec. 16.06.98
16.10 Children's Corner: Waaqifeen-e-Nau ®
16.35 French Service.
17.35 German Service.
18.40 Liqaa Ma'al Arab: Session No.110 ®
19.40 Arabic Service.
20.35 Question & Answer Session in English ®
21.45 Speech: 'Blessings of Khilafat' ®
22.20 MTA Lifestyle: Al Maai'dah ®
22.40 Tarjumatul Quran Class: No.253 ®
23.45 MTA Travel ®

Translations for Huzoor's Programmes are available on the following Audio frequencies:
English: 7.02 mhz, Arabic: 7.20 mhz, Bengali: 7.38 mhz, French: 7.56 mhz, German: 7.74 mhz, Indonesian/ Russian: 7.92 mhz, Turkish: 8.10 mhz,
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8870 8517
Fax: (020) 8875 0249

Vol. 9 Friday, May 17 2002 Issue No. 20

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاہد۔ مؤرخ احمدیت

دور حاضر کے متعلق دو پُر جلال پیشگوئیاں

۱۸۹۱ء سے ۱۸۹۳ء تک کا سہ سالہ دَور تاریخ احمدیت میں نہایت صبر آزما اور بے شمار فتنوں، مخالفتوں اور ابتلاؤں میں گھرا ہوا تھا جبکہ جماعت احمدیہ گنتی کے افراد پر مشتمل اور برصغیر ہی تک محدود تھی۔ اس تشویشناک اور نہایت درجہ پُرخطر اور مہیب زمانہ میں عرش کے خدا نے اپنے موعود مسیح اور مہدی الزماں کو جماعت احمدیہ کی مستقبل میں شاندار عالمی ترقیات و فتوحات کی بشارتیں دیں جن کے وقوع پذیر ہونے کے قطعی آثار اب اُفقِ سماء پر ہر طرف نمایاں ہو چکے ہیں اور حضرت اقدس کے قلم مبارک سے ۱۹۰۷ء میں چھپنے والے اشعار حیرت انگیز صورت میں اور نہایت برق رفتاری اور وسعت کے ساتھ حقیقت میں ڈھلتے نظر آرہے ہیں ؎

خدا رُسوا کرے گا تم کو مَیں اعزاز پاؤں گا
سنو اے منکرو اب یہ کرامت آنے والی ہے
خدا ظاہر کرے گا اک نشاں پُر رعب و پُر ہیبت
دلوں میں اس نشاں سے استقامت آنے والی ہے

پہلی پیشگوئی

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۸۹۱ء کے آغاز میں تحریر فرمایا:۔

"اِن دنوں کے بعد جب لوگ مسیح موعود کے دعویٰ سے سخت ابتلا میں پڑ گئے یہ الہامات ہوئے۔ اَلَّذِیْنَ تَابُوْ وَاَصْلَحُوا اُوْلٰئِكَ اَتُوبُ عَلَیْهِمْ وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ. اُمَمٌ یَسَّرْنَا لَهُمُ الْهُدٰی وَاُمَمٌ حَقَّ عَلَیْهِمُ الْعَذَابُ. وَیَمْكُرُوْنَ وَ یَمْكُرُ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَیْرُالْمَاكِرِیْن وَلَكَیْدُ اللّٰهِ اَكْبَر. وَ اِنْ یَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا اَهٰذَاالَّذِیْ بَعَثَ اللّٰهُ قُلْ اَیُّهَا الْكُفَّارُ اِنِّی مَعَ الصَّادِقِیْنَ، فَانْتَظِرُوْا اٰیَاتِیْ حَتّٰی حِیْنَ سَنُرِیْهِمْ اٰیٰتِنَا فِی الْاٰفَاقِ وَفِی اَنْفُسِهِمْ. حُجَّةٌ قَائِمَةٌ وَفَتْحٌ مُّبِیْنٌ. اِنَّ اللّٰهَ یَفْصِلُ بَیْنَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ . یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِئُوْا نُوْرَاللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ.وَلَوْكَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ. نُرِیْدُ اَنْ نُنَزِّلَ عَلَیْكَ اَسْرَارًا مِنَ السَّمَآءِ وَنُمَزِّقَ الْاَعْدَاءَ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَنُرِیَ فِرْعَوْنَ وَ هَامَانَ وَجُنُوْدَهُمَا مَا كَانُوْا یَحْذَرُوْنَ. سَلَّطْنَا كِلَابَنَا عَلَیْكَ وَغَیَّظْنَا سِبَاعًا مِنْ قَوْلِكَ وَفَتَنَّاكَ فُتُوْنًا. فَلَا تَحْزَنْ عَلَی الَّذِیْ قَالُوْا. اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَاد. حُكْمُ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ لِخَلِیْفَةِ اللّٰهِ السُّلْطَان. یُؤْتٰی لَهُ الْمُلْكُ الْعَظِیْمُ وَیُفْتَحُ عَلٰی یَدِهِ الْخَزَائِنُ وَتُشْرِقُ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا. ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ وَفِی اَعْیُنِكُمْ عَجِیْبٌ۔

یعنی جو توبہ کریں گے اور اپنی حالت کو درست کرلیں گے تب مَیں بھی ان کی طرف رجوع کروں گا اور مَیں توّاب اور رحیم ہوں۔ بعض گروہ وہ ہیں جن کے لئے ہم نے ہدایت کو آسان کردیا اور بعض وہ ہیں جن پر عذاب ثابت ہوا۔ وہ مکر کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ بھی مکر کررہا ہے اور وہ خیر الماکرین ہے اور اس کا مکر بہت بڑا ہے اور تجھے ٹھٹھوں میں اڑاتے ہیں۔ کیا یہی ہے جو مبعوث ہو کر آیا ہے۔ ان کو کہہ دے کہ اے منکرو! مَیں صادقوں میں سے ہوں۔ اور کچھ عرصے کے بعد تم میرے نشان دیکھو گے۔ ہم انہیں کے اردگرد اور خود انہیں میں اپنے نشان دکھائیں گے۔ حجت قائم کی جائے گی اور فتح کھلی کھلی ہوگی۔ خدا تم میں فیصلہ کردے گا۔ وہ کسی جھوٹے حد سے بڑھنے والے کا رہنما نہیں ہوتا۔ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نور کو بجھادیں مگر خدا اسے پورا کرے گا اگرچہ منکر لوگ کراہت ہی کریں۔ ہمارا ارادہ یہ ہے کہ کچھ اسرار تیرے پر آسمان سے نازل کریں اور دشمنوں کے ٹکڑے ٹکڑے کردیں۔ اور فرعون اور ہامان اور ان کے لشکروں کو وہ باتیں دکھاویں جن سے وہ ڈرتے ہیں۔ ہم نے کتوں کو تیرے پر مسلط کردیا۔ اور درندوں کو تیری بات سے غصہ دلایا اور سخت آزمائش میں تجھے ڈال دیا۔ سو تُو ان کی باتوں سے کچھ غم نہ کر۔ تیرا رب گھات میں ہے۔ وہ خدا جو رحمٰن ہے وہ اپنے خلیفہ سلطان کے لئے مندرجہ ذیل حکم صادر کرتا ہے کہ اس کو ایک ملک عظیم دیا جائے گا اور خزائن علوم و معارف اس کے ہاتھ پر کھولے جائیں گے اور زمین اپنے رب کے نور سے روشن ہو جائے گی۔ یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے اور تمہاری آنکھوں میں عجیب۔ اس جگہ بادشاہت سے مراد دنیا کی بادشاہت نہیں اور نہ خلافت سے مراد دنیا کی خلافت۔ بلکہ جو مجھے دیا گیا ہے وہ محبت کے ملک کی بادشاہت اور معارف الٰہی کے خزانے ہیں جن کو بفضلہ تعالیٰ اس قدر دوں گا کہ لوگ لیتے لیتے تھک جائیں گے"۔ (ازالہ اوہام طبع اول صفحہ ۸۵۵،۵۶)

دوسری پیشگوئی

حضرت اقدسؑ نے کتاب "آئینہ کمالات اسلام" (مطبوعہ فروری ۱۸۹۳ء از قادیان) کے صفحہ ۵۴۔۵۵ میں مخالفین احمدیت کو مخاطب کرتے ہوئے تحریر فرمایا:۔

"پچھلی راتوں کو اٹھو اور خدا تعالیٰ سے رو رو کر ہدایت چاہو اور ناحق حقّانی سلسلہ کے مٹانے کے لئے بددعائیں مت کرو اور نہ منصوبے سوچو۔ خدا تعالیٰ تمہاری غفلت اور بھول کے ارادوں کی پیروی نہیں کرتا۔ وہ تمہارے دماغوں اور دلوں کی بیوقوفیاں تم پر ظاہر کرے گا اور اپنے بندہ کا مددگار ہوگا اور اس درخت کو کبھی نہیں کاٹے گا جس کو اس نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے۔ کیا کوئی تم میں سے اپنے اس پودہ کو کاٹ سکتا ہے جس کے پھل لانے کی اس کو توقع ہے۔ پھر وہ جو دانا اور بینا اور ارحم الراحمین ہے وہ کیوں اپنے اس پودہ کو کاٹے جس کے پھلوں کے مبارک دنوں کی وہ انتظار کررہا ہے۔ جبکہ تم انسان ہو کر ایسا کام کرنا نہیں چاہتے پھر وہ جو عالم الغیب ہے، جو ہر ایک دل کی تہ تک پہنچا ہوا ہے کیوں ایسا کام کرے گا۔ پس تم خوب یاد رکھو کہ تم اس لڑائی میں اپنے ہی اعضاء پر تلواریں مار رہے ہو۔ سو تم ناحق آگ میں ہاتھ مت ڈالو۔ ایسا نہ ہو کہ وہ آگ بھڑکے اور تمہارے ہاتھ کو بھسم کرڈالے۔ یقیناً سمجھو کہ اگر یہ کام انسان کا ہوتا تو بہتیرے اس کے نابود کرنے والے پیدا ہو جاتے اور نیز یہ اس اپنی عمر تک بھی ہرگز نہ پہنچتا جو بارہ برس کی مدت اور بلوغ کی عمر ہے۔ کیا تمہاری نظر میں کبھی کوئی ایسا مفتری گزرا ہے کہ جس نے خدا تعالیٰ پر ایسا افترا کر کے کہ وہ مجھ سے ہم کلام ہے پھر اس مدت مدید کے سلامتی کو پالیا ہو۔ افسوس کہ تم کچھ بھی نہیں سوچتے اور قرآن کریم کی ان آیتوں کو یاد نہیں کرتے جو خود نبی کریمؐ کی نسبت اللہ جلّشانہ فرماتا ہے اور کہتا ہے کہ اگر تو ایک ذرہ مجھ پر افترا کرتا تو مَیں تیری رگِ جان کاٹ دیتا۔ پس نبی کریمؐ سے زیادہ عزیز تر کون ہے کہ جو اتنا بڑا افترا کر کے اب تک بچا رہے بلکہ خدا تعالیٰ کی نعمتوں سے مالامال بھی ہو۔ سو بھائیو نفسانیت سے باز آجاؤ اور جو باتیں خدا تعالیٰ کے علم سے خاص ہیں ان میں حد سے بڑھ کر ضدمت کرو اور عادت کے سلسلہ کو توڑ کر اور ایک نئے انسان بن کر تقویٰ کی راہوں میں قدم رکھو تا تم پر رحم ہو اور خدا تعالیٰ تمہارے گناہوں کو بخش دیوے۔ سو ڈرو اور باز آجاؤ۔ کیا تم میں ایک بھی رشید نہیں۔ وَاِنْ لَّمْ تَنْتَهُوْا فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰهُ بِنُصْرَةٍ مِّنْ عِنْدِهٖ وَیَنْصُرُعَبْدَهٗ وَیُمَزِّقُ اَعْدَاءَهٗ وَلَا تَضُرُّوْنَهٗ شَیْئًا"۔

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ نمبر ۱

نے فرمایا کہ حق کو نہ پہچاننا اور لوگوں کو حقارت کی نظر سے دیکھنا کبر ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے بعض ارشادات بھی اس سلسلہ میں بیان فرمائے۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ جب کبھی لوگوں کے پاس خدا کے مامور آتے رہے ہیں تو اباء و استکبار ان کی محرومی کا ذریعہ ہوتے رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ یاد رکھو کہ متکبر کبھی اپنے دعووں کو پورا اور ثابت کر کے نہیں دکھلایا کرتے اور نہ دکھلا سکتے ہیں۔ جو لوگ بلاوجہ تکبر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو عمل کی توفیق نہیں دیا کرتا۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن شرک کے بعد تکبر جیسی اور کوئی بلا نہیں۔ یہ ایک ایسی بلا ہے جو دونوں جہان میں انسان کو رسوا کرتی ہے۔ پہلا گناہ جس سے ایک شخص ہمیشہ کے لئے ہلاک ہوا تکبر ہی تھا۔ حضور علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اگر تکبر نہ ہوتا تو کوئی شخص کافر نہ رہتا۔ سو تم دل کے مسکین بن جاؤ۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ بہت ہیں جو اپنے غریب بھائیوں پر تکبر کرتے ہیں اور اس طرح پر بہت سی نیکیوں سے محروم رہ جاتے ہیں۔ یہ تکبر کئی طرح پر ہوتا ہے۔ کبھی دولت کے سبب سے، کبھی علم کے سبب سے، کبھی حسن کے سبب سے اور کبھی نسب کے سبب سے۔ تکبر کے کئی چشمے ہیں اور مومن کو چاہئے کہ ان تمام چشموں سے بچتا رہے اور اس کا کوئی عضو ایسا نہ ہو جس سے تکبر کی بو آوے اور وہ تکبر ظاہر کرنے والا ہو۔ تکبر کی باریک در باریک قسموں سے بچنا چاہئے۔ اسی طرح حضورؑ کا ارشاد ہے کہ خدا میں اور بندے میں وہ چیز جو بہت جلد جدائی ڈالتی ہے وہ شوخی اور خود بینی اور متکبری ہے۔ آخر پر حضور علیہ السلام کے بعض اشعار بھی حضور ایدہ اللہ نے پڑھ کر سنائے۔ آپ فرماتے ہیں ؎

تکبر سے نہیں ملتا وہ دلدار
ملے جو خاک سے اس کو ملے یار

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْهُمْ تَسْحِیْقًا

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے، انہیں پیس کرر کھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔